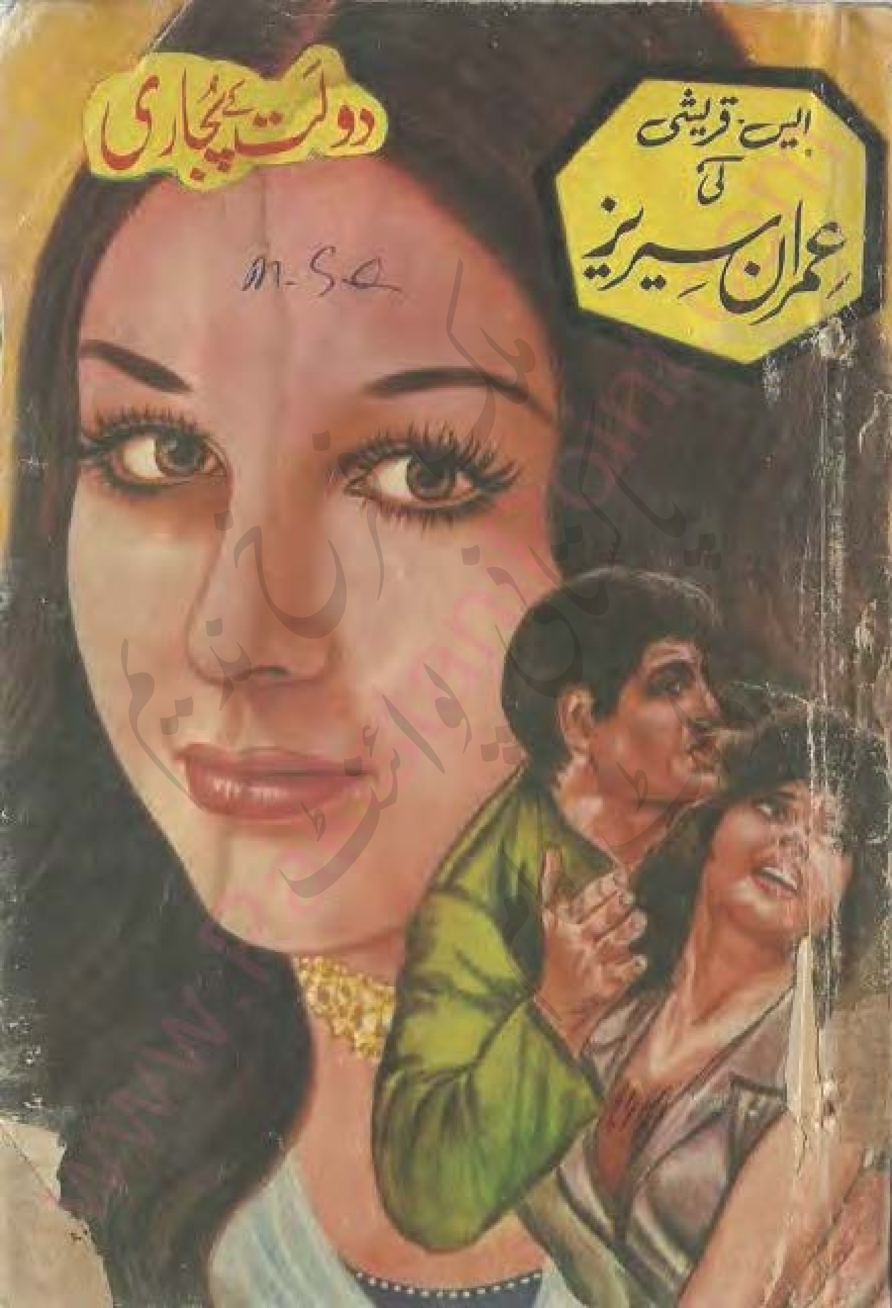
دولت کے پجاری
ایس قریشی
کی
عمران سیریز

جب زندگی تنگ ہو جاتی ہے اور ہاتھ سست پڑ جاتے ہیں تو ماحول میں گھٹن کا احساس شدید ہو جاتا ہے

ایسے ہی تنگ لمحات سے اور وجل خطات کے بے آسیم عمران کا ایک حیرت انگیز کارنامہ

عمران سیریز ۴۶

ناول

شاہین لائبریری

نور پور روڈ نزد پوسٹ آفس چشتیاں

کرایہ

دولت کے پجاری

مصنف

ایس قریشی

۵۰/-

قیمت ——— ۱/۱۲

روپے پچاس ہے

ایوب اکیڈمی ۔ لیاقت آباد کراچی ۱۹

اپنی باتیں

انسان جیسی نعمت سے دولت کے پجاری کا۔ دولت، دولت، دولت ساری دنیا میں دولت ہی کی پکار ہے۔ دولت ہی کی کارفرمائیاں ہیں۔ کہیں یہ ترقی کے مواقع فراہم کرتی ہے اور کہیں تخریب کاری کے۔

انسان کو جب دولت کی ہوس یا ملک کا نشہ سوار ہوتا ہے تو وہ اپنے پرائے کی تمیز بھول جاتا ہے۔ یہ بھی یاد نہیں رہ جاتا کہ قانون نام کی کوئی چیز دنیا میں موجود ہے اسے صرف دولت کا حصول یاد رہتا ہے اور اس کے لئے وہ قتل و غارت گری تک سے نہیں چوکتا ایسے ہی دو ٹولوں کے شکار کے لئے کی کہانی ملاحظہ فرمائیے۔

مگر ایسے لوگوں کا انجام بھی انتہائی عبرتناک ہوتا ہے کہ دیکھنے والے کپکپا جاتیں۔ نئی کاوش ملاحظہ کیجئے اور اپنی رائے سے نوازیئے۔

والسلام

ایم قریشی

ایس قریشی کی عمران سیریز کے حیرت ناک اور شاہکار ناول :

بلیک ناٹ — قیمت ۱۲/۰۰ روپے

بلیک وومن — قیمت ۱۵/۰۰ روپے

آئرن مارک — قیمت ۱۲/۰۰ روپے

ڈارک آئی لینڈ — قیمت ۱۲/۰۰ روپے

تھریسیا اور عمران کے ٹکراؤ کی لرزہ خیز اور ایکشن ہنگاموں اور معرکوں سے بھرپور کہانیاں ۔ یاد رکھئیے یہ زیرو لینڈ تھریسیا اور عمران کے ٹکراؤ کی لرزہ خیز اور سانس روک دینے والی کہانیاں ہیں جو تھریسیا اور زیرو لینڈ کی کہانیاں پڑھنے والوں کیلئے حسین تحفہ اور یادگار اور شاہکار ناول ہیں جو قدم قدم ہنگامے اور سطر سطر ایکشن سے بھرپور ایس قریشی کے وہ ناول جو کبھی نہ بھلائے جاسکیں گے جو آپکے محبوب مصنف ایس قریشی کا قلم جولانیوں پر ہے وہی سب کچھ جو آپ ایس قریشی کے قلم سے چاہتے ہیں ۔ آفسٹ کی اعلیٰ چھپائی حسین اور دیدہ زیب سرورق کے ساتھ ۔ بہت جلد شائع ہو رہے ہیں ایجنٹ صاحبان آرڈرز اور لائبریرین حضرات فوراً آرڈر روانہ فرمادیں ۔

ایوب اکیڈمی

پوسٹ بکس نمبر ۲۳۶۲ لیاقت آباد کراچی نمبر ۱۹

ایس قریشی

کے ناولوں کے علاوہ پر دیئے گئے سارے ناول اب

کراچی بک ڈپو

۴۸ - اردو بازار پر مل سکتے ہیں

بالآخر وہی ہوا جو عمران چاہتا تھا ۔ ناشتہ ختم کرتے ہی نعیم ذیبا ہیرے اٹھ گیا اس کا رخ یقیناً بیڈروم والی بلڈنگ کی جانب تھا ۔

"وہ تو گیا شاید ۔" جولیا نے اقسے کا آخری پیس توڑ کر منہ میں رکھنے کے بعد کہا ۔

"ہاتھ دھونے گیا ہے جولیا ڈارلنگ ۔" عمران نے مینشن منہ میں چبائے ہوئے کہا ۔

"شٹ اپ ۔" جولیا ڈارلنگ کہنے پر جھلا گئی تھی ۔

"کبھی تو بہت ولکی بات سن لیا کرو جولیا ۔" عمران نے بڑے پیار سے کہا ۔

"کیا بکا ہے ۔" دفعتاً جولیا اس کے لہجے کی نرمی اور اس میں موجود پیار کی گرمی سے پگھل گئی ۔

"وہ ابھی تو دھو کر واپس آ جائے گا ۔" عمران نے کہا اور اس کا رخ سیدھا لائبریری کی جانب ہوگا ۔

"بدلی کی آواز ہے ۔" جولیا بڑبڑائی ۔

"تم بھی بیٹے بھی کچھ نہیں کی بھی سمجھ سکتی ہو ۔" عمران نے بڑی لاپرواہی سے جواب دیا ۔

"ہوں ہوں۔" جولیا اسے سمجھانے والے انداز میں گھورتی رہ گئی مگر پھر اسی وقت وہ عمران کے انداز سے کی قائل ہوگئی جب نعیم ہاتھ دھونے کے بعد سیدھا عمران والی میز کی طرف آیا تھا۔

"ہیلو مسٹر عمران۔" نعیم نے گرمجوشی سے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا۔

"ہیلو۔" عمران نے ہاتھ ملانے کے لیے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"آج آپ یہاں کیسے۔؟"

"ویسے تو میں کل سے آیا ہوا ہوں۔" عمران نے شرمانے کی ایکٹنگ کرتے ہوئے کہا۔

"کل سے۔؟" سیٹھ نعیم نے حیرت سے پوچھا۔

"جی ہاں کل سے بلکہ کل رات سے۔"

"میں آپ کا مطلب نہیں سمجھا مسٹر عمران۔" سیٹھ نعیم نے عمران کی اوٹ پٹانگ باتوں سے الجھ کر کہا۔

"ان سے ملیے۔" اچانک عمران نے کہا۔ "میری سیکرٹری مس فٹز ٹنگ ماسٹر۔"

"فٹز ٹنگ ماسٹر۔؟" سیٹھ نعیم کے منہ سے نکلا لہجے میں حیرت تھی۔

"پورا نام جولیانا فٹز ٹنگ ماسٹر ہے۔"

"جی... بہت خوشی ہوئی آپ سے مل کر۔" سیٹھ نعیم بوکھلا کر بولا۔ "مگر وہ آپ کا نام کچھ عجیب سا ہے۔"

"میرا نام جولیانا فٹز واٹر ہے جناب۔" جولیا نے عمران کو خونی نگاہوں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔" سیٹھ نعیم کے منہ سے نکلا۔

"جی ہاں۔ جولیانا فٹز واٹر۔" عمران نے کہا۔ "مجھے نام بھول جانے کا مرض ہے۔"

"آج آپ یہاں کیسے نظر آرہے ہیں۔" سیٹھ نعیم نے پوچھا۔

"آپ کیوں نظر آرہے ہیں۔؟" عمران نے الٹا اسی سے سوال کر دیا۔

"میں تو یہاں روز آتا ہوں مسٹر عمران۔" نعیم نے جواب دیا۔ "صبح کا ناشتہ یہاں مستقل ہے۔ مگر آپ کو آج پہلی بار دیکھ رہا ہوں۔"

"وہ... گھر... مطلب یہ کہ......" عمران اس طرح انگلیاں مروڑنے لگا جیسے بہت زیادہ شرم آرہی ہو۔

"آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔؟"

"وہ... آج کل گھر پر سختی ہے نا۔" عمران نے جلدی سے کہا۔

"مگر گھر کی سختی کا یہاں آنے سے کیا تعلق۔؟"

"تعلق ہے۔" عمران نے کہا۔ "اسی لیے تو میں اور میری سیکرٹری کو کل یہاں آنا پڑا تھا۔ مگر یہاں کمرے بھی کافی سستے ہیں۔"

"اوہ سمجھا۔" سیٹھ نعیم نے معنی خیز نگاہوں سے جولیا کو دیکھتے ہوئے کہا اور جولیا کا جی چاہا کہ وہ عمران کا منہ نوچ لے۔ اس نے اس طرح کا تاثر دیا تھا سیٹھ نعیم کو جیسے وہ اس کی سیکرٹری نہیں داشتہ ہو۔

"بس اب آپ ہی بتائیے ناشتہ کہاں کرتے۔؟" عمران چہکا۔

"جہاں رات گزاری ہے وہیں ناشتہ ہونا چاہیے۔" سیٹھ نعیم نے مسکرا کر کہا مگر اس کا انداز ایسا ہی تھا جیسے وہ اس بات کی توجیہ سے مطمئن نہ ہو۔

"جی ہاں اب میں انتظار کر رہا ہوں۔"

"کس کا۔؟" سیٹھ نعیم نے بے ساختہ پوچھا۔

"کیپٹن کیا فض کا... نن... نہیں... یعنی... کیپٹن فیاض کا۔"

"وہ کیوں۔؟" سیٹھ نعیم پھر مضطرب ہو گیا۔

بب ... بل پھر لک ... کون دے گا۔؟

اوہ تو یہ ہے مسئلہ۔؟

یہ بہت تاثیر مسئلہ ہے۔؟

ہاں مگر ایسا بڑا بھی نہیں ہے۔

ارے واہ۔ عمران ہاتھ نچا کر بولا۔ کیسے عجیب ہے تیرا مسئلہ یہ رات بھر میں تین بوتلیں انگلش برانڈی کی ڈکار گئیں اور سب ملا کر آٹھ سو روپے کا بل بن گیا آپ کہتے ہیں کہ بڑا مسئلہ نہیں ہے۔ ہوں۔

جب پیسے نہیں تھے تو یہاں آئے ہی کیوں تھے۔ سیٹھ نعیم نے کہا۔

فیاض کے پاس پیسے نہیں کیسے ممکن ہے۔؟ عمران نے چونک کر پوچھا۔

میں تم سے کہہ رہا ہوں مسٹر عمران۔ سیٹھ نعیم نے کہا۔ جب آپ کی جیب میں پیسے نہیں تھے تو عیاشی کی کیوں سوجھی تھی۔؟

ارے شمیم صاحب۔ فیاض کی اور میری جیب الگ نہیں ہے۔

نعیم۔ نعیم نے تصحیح کرتے ہوئے کہا۔ میرا نام نعیم ہے شمیم نہیں۔

اوہ ہاں نعیم صاحب۔ عمران نے کہا۔ فیاض ہر وقت مجھے رقم دیتا رہتا ہے۔

وہ کس لیے۔؟

میں اس کے بہت سے رازوں سے واقف ہوں۔

گویا آپ اسے بلیک میل کر رہے ہیں۔ سیٹھ نعیم نے کہا اس کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔!

نہیں بلکہ وہ خوشی سے مجھے رقم دے دیتا ہے بلیک میل کرنے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی۔

ایک ہی بات ہے۔

وہ ایک ہی بات کیسے ہے۔ عمران نے ہاتھ نچا کر کہا۔ مثلاً اگر میں یہ بتا دوں کہ فیاض آپ پر شبہ کر رہا ہے اور آپ مجھے رقم دے دیں تو یہ بلیک میل کیسے ہو گیا۔؟

مجھ پر شبہ کر رہا ہے۔ سیٹھ نعیم نے چونک کر پوچھا۔ کس بات کا۔؟

فراڈ کرنے کا۔

کیسا فراڈ۔؟

ہاؤسنگ اسکیم جاری کر کے لوگوں کی رقمیں کھا جانے کا۔

مگر میں نے کسی کی رقم نہیں کھائی۔ سیٹھ نعیم نے جلدی سے کہا ویسے اس جملے پر اس کے چہرے کا رنگ اڑ گیا تھا۔ سرخی کی جگہ سفیدی نے لے لی تھی۔

مجھے کیا معلوم۔ عمران نے لاپرواہی سے کہا۔

اور کیا کہہ رہا تھا فیاض۔؟ نعیم نے آگے جھک کر سرگوشی میں پوچھا۔

معلوم نہیں۔ عمران نے کہا پھر داخلی دروازے کی جانب دیکھتے ہوئے ٹھنڈا سانس بھرا اور بولا۔ پتہ نہیں کہاں رہ گیا موسیو فیاض۔

تم فیاض کو گولی مارو مجھے اس کے شبہ کے بارے میں بتاؤ۔ سیٹھ نعیم نے رازدارانہ لہجے میں کہا اس کا چہرہ پل پل رنگ بدل رہا تھا۔

گولی کیسے ماروں مسٹر نعیم۔ عمران نے نعیم کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔ مجھے کیپٹن فیاض سے بل کی رقم کی ادائیگی کرنی ہے۔

وہ میں کر دوں گا۔

سچ۔ عمران خوش ہوتے ہوئے بولا۔

ہاں تم مجھے فیاض کے شبہ کے بارے میں بتا دو مگر ٹھہرو۔ سیٹھ نعیم نے کہا۔ پہلے اچھی سی

کو رخصت کر دو۔"

"مگر جب تک تم نہ ہو گی رخصت کیسے کروں گا۔؟"

"یہ لو۔" نعیم نے سو سو کے آٹھ نوٹ نکال کر اس کے ہاتھ میں تھما دیئے۔

"جیو سیٹھ صاحب جیو۔" عمران نے خوش ہوتے ہوئے کہا پھر نوٹ اٹھا کر پانچ سو روپے جولیا کو دیتے ہوئے اسے آنکھ سے اشارہ کیا اور وہ بادل نخواستہ رقم سمیٹ کر وہاں سے اٹھ گئی۔ اس نے اپنی زندگی میں کبھی اتنی ہتک محسوس نہیں کی تھی جیسی اس وقت وہ محسوس کر رہی تھی۔ اگر ایسا ہی تھا تو عمران کو چاہیئے تھا کہ اسے میک اپ میں لاتا۔

اس طرح کم از کم آئندہ کے لئے تو پیش بندی ہو جاتی۔ مگر اب بغیر میک اپ کے اس نے سیٹھ نعیم کو بہت متاثر کر دیا تھا وہ اس کے لئے سو جان سے مر رہا تھا اسی لئے اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ عمران کا منہ نوچ لے سینڈل اتار کر اس وقت تک اس احمق کے سر پر مارتی رہے جب تک بھیجہ نکل کر دکھائی پڑے۔ مگر معاملہ اگر ایکسٹو کا نہ ہوتا تو شاید وہ یہی کر گزرتی۔ مگر ایکسٹو کے کسی حکم سے سرتابی کی مجال ان میں سے کسی کی بھی نہیں تھی۔

وہ خون کے گھونٹ پیتی ہوئی دوسری میز پر جا بیٹھی۔ آنکھیں اب بھی عمران پر جمی ہوئی تھیں اور آنکھوں سے گویا چنگاریاں نکل رہی تھیں۔ ادھر عمران سیٹھ نعیم سے کہہ رہا تھا۔

"وہ آپ پر شبہ کر رہا ہے جناب۔"

"مگر کیوں۔؟"

"اسے شبہ ہے کہ قمر الزماں کا قتل آپ نے کرایا ہے۔"

"قمر الزماں۔" نعیم نے سوچتے ہوئے کہا۔ "سمجھا تمہارا اشارہ ٹرک کے حادثے میں ہلاک ہونے والے فرد کی طرف ہے۔؟"

"ہاں وہی وہی۔" عمران نے کہا۔ "وہ ان لوگوں میں سے ایک تھا جنہوں نے آپ کے خلاف کیپٹن فیاض کو درخواست دی ہے۔"

"کیپٹن فیاض کیا مطلب۔؟"

"لاحول ولا۔" عمران نے سر پر دوہتڑ مارتے ہوئے کہا۔ "میں نے عرض کیا نا کہ مجھے نام بھولنے کی عادت ہے اگر کبھی یاد آ بھی جاتے ہیں تو غلط ہی یاد رکھتے۔ آپ کا نام مجھے حلیم یاد آ رہا ہے۔"

"کیا تم حقیقتاً ایسے ہی احمق ہو یا بن رہے ہو۔؟" سیٹھ نعیم اپنے ہونٹ بھینچ کر بولا۔

"ایسا ہی ہوں جیسا نظر آ رہا ہوں مسٹر حلیم۔"

"نعیم۔" نعیم نے تصحیح کرتے ہوئے کہا۔ "فیاض کو کس لئے شبہ ہے کہ میرے اشارے پر ہی قمر الزماں کو ٹرک سے کچل کر ہلاک کیا گیا ہے۔"

"اب یہ تو فیاض ہی جانے۔" عمران نے کہا۔ "وہ تو وارنٹ کی بات کر رہا تھا۔"

"وارنٹ کی بات۔؟"

"جی ہاں سیٹھ صاحب آپ نے آٹھ سو روپے دے کر مجھے خرید لیا ہے اس لئے بتا رہا ہوں۔"

"تو پھر بتاؤ نا۔ ابھی تک کام کی ایک بات بھی نہیں بتلائی ہے تم نے۔"

"بتاتا ہوں۔" عمران نے کہا۔ "فیاض نے آپ کے ماضی کے بارے میں تحقیقات کی ہے۔"

"میرا ماضی بے داغ ہے۔"

"میں نے کب کہا کہ داغدار ہے۔" عمران نے کہا۔ "البتہ فیاض کا خیال ہے کہ جو ہاؤسنگ اسکیمیں مکمل نہیں ہو سکیں ان کا پیسہ بٹورنے والے بھی آپ ہی تھے۔"

"پاگل ہے وہ۔"

"شاید اسی لئے وہ وارنٹ حاصل کرنے کے چکر میں ہے۔" عمران نے بڑی معصومیت سے

کہا۔ اس وقت وہ ایک بیوقوف آدمی کا کردار بہت خوبی سے ادا کر رہا تھا۔

"کیا تمہیں یقین ہے کہ وہ وارنٹ حاصل کرنے کے چکر میں ہے۔؟"

"وہ تو یہی کہہ رہا تھا۔"

"ممکن ہے جھوٹ بول رہا ہو۔؟"

"جھوٹ بول رہا ہو گا تو تن میں کیڑے پڑ جائیں گے اس کے۔ ڈھائی گھڑی کی موت آئے گی اس نا ہنجار کو۔" عمران ہاتھ مل مل کر کوستے ہوئے بولا۔

"ارے... ارے... یہ کیا۔؟" سیٹھ نعیم عمران کے زنانہ دینے پر بوکھلا گیا تھا۔

"کیا... کیا۔ میں فیاض کو کوس رہا ہوں۔"

"مگر کیوں۔؟"

"اس نے مجھ سے جھوٹ بولا تھا اور مجھے ذلیل کرایا ہے۔"
"ارے بابا۔ یہ بیچ میں جھوٹ کہاں سے آ گیا۔؟"
"آپ ہی نے تو ابھی کہا ہے کہ وہ جھوٹا ہے۔؟"

"میں نے تو امکان ظاہر کیا تھا۔"

"اوہ خدا تیرا شکر ہے۔" عمران نے اوپر سر اٹھا کر اس طرح کہا جیسے کسی بہت بڑے نقصان سے بچ نکلا ہو۔ نعیم اسے عجیب نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"کیا تم میرے کام آؤ گے۔؟"

"ہاں ضرور بشرطیکہ معاوضہ ملے۔"

"معاوضہ بالکل ملیگا۔"

"پھر میں کام کرنے پر تیار ہوں بولو کیا کرنا ہے۔؟"

"تم فیاض کے دوست ہو نا۔؟"

"ہاں کیوں کیا اسے قتل کرانا ہے۔؟" عمران نے ایک آنکھ مچکاتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں۔" نعیم نے کہا۔ "بلکہ اس کی سرگرمیوں پر نظر رکھنی ہے۔"

"کیسی نظر رکھوں۔؟" عمران نے بے ساختہ پوچھا۔ "پیار کی یا قہر کی۔؟"

"اوہ تمہاری۔" سیٹھ نعیم جھلا گیا۔ "نظر رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ تم اس کی ہر حرکت پر نظر رکھو گے کہ وہ کہاں جا رہا ہے اور کیا کر رہا ہے۔"

"یہ تو جاسوسی ہو گی۔؟"

"ہاں جاسوسی ہی سمجھ لو۔"

"کیا خیال ہے پھر۔؟ آج ہی سے نظر رکھوں اس پر۔؟"

"بالکل نظر رکھو اور مجھے فون پر بتلاتے رہو۔" نعیم نے ایک وزیٹنگ کارڈ نکال کر دیتے ہوئے کہا۔ "بہت معقول رقم دوں گا۔"

"اچھا دے دو نا۔" عمران نے لالچی پن کا مظاہرہ کیا۔

"پہلے کام کرو۔" نعیم نے کہا۔ "ابھی آٹھ سو روپے لئے تھے۔"

"وہ تو اس خبر کے تھے جو میں نے آپ کو سنائی تھی۔ یعنی فیاض کے شبہ والی۔"

"کیا مطلب۔" نعیم چونکا۔ "کیا تم مجھے بلیک میل کر رہے ہو۔؟"

"نہیں۔" عمران مسکرایا اس کے چہرے پر دنیا بھر کی حماقتیں چھا گئی تھیں۔ "بلکہ میں یہ کہہ رہا تھا کہ ممکن ہے فیاض اس لئے آپ پر شبہ کر رہا ہو کہ وہ ٹرک مل گیا ہے جس سے تبریز خان کو کچلا گیا تھا۔"

"مگر میرا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔"

"نہیں ہے تو کیا ہوا۔؟ پولیس والے کھینچ تان کر تعلق پیدا کر دیں گے۔"

"اس کا مطلب یہ ہے کہ فیاض مجھے پھانسنا چاہتا ہے۔؟"

"شاید۔" عمران نے کہا دفعتاً اس کے ذہن میں خاور کی رپورٹ گھوم گئی جو اس نے جولیا کی معرفت دی تھی اس نے کسی ویگن کا تذکرہ کیا تھا جس میں شمالیہ اور قادر گئے تھے یہ بات وہ جانتا تھا کہ قادر سونیا بار کی مالک کا ملازم ہے آج کل اگر یہ وہی قادر تھا جیسا کہ خاور کے بتاتے ہوئے حلیے سے لگتا تھا تو یقیناً رات اس ویگن میں کوئی موجود تھا کیونکہ خاور کی رپورٹ کے مطابق سیاہ پوش نے قادر سے پوچھا تھا کیا ہوا تو اس نے جواب میں یہی کہا تھا کہ وہ دونوں ویگن میں ہیں۔ گویا کسی کو اغوا کیا گیا تھا یا پھر قتل کیا گیا ہو خاور جیسے ناتجربہ کار جیسے تھا جو دوست کے لئے سب کچھ کر گزرتے ہیں۔

"کیا سوچنے لگے۔" نعیم نے اسے خاموش ہوتے پر پوچھا۔

"کیپٹن فیاض کو رپورٹ ملی تھی کہ گزشتہ رات قادر اور شمالیہ نامی ایک لڑکی سیاہ رنگ کی ویگن میں کہیں گئے تھے۔ بعد میں اس ویگن سے لاشیں ملی تھیں۔"

"لاشیں۔؟" نعیم چونکا تھا۔

"ہاں شاید لاشیں ہی کہا تھا اس نے ممکن ہے کچھ اور کہا ہو اور میری سمجھ میں لاشیں آیا ہو۔"

"فیاض اب کہاں ملے گا۔؟"

"اپنے دفتر میں ہوگا اور کہاں۔" عمران نے کہا اور اس طرح جمائیاں لینے لگا جیسے ساری رات جاگ کر گزاری ہو۔

"اچھا اب میں چلوں گا۔" دفعتاً نعیم نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا پھر جواب کا انتظار کئے بغیر وہ مڑا اور تیزی سے دروازے کی جانب بڑھتا چلا گیا۔ عمران حیرت سے اسے دیکھ رہا تھا۔ حالانکہ اس کی دانست میں وہ نعیم کو ہراساں کرنے میں ناکام رہا تھا مگر یہ ضرور ہوا تھا کہ اس کی اوٹ پٹانگ گفتگو نے نعیم کو الجھا ضرور دیا ہوگا اس نے کچھ تو اندھیرے میں ہی تیر چلائے تھے۔

"اب ادھر بھی آ جاؤ ڈارلنگ۔" عمران نے جولیا سے کہا وہ رقیب روسفید چلا گیا۔

"میں تمہاری کھال کھینچ لوں گی عمران۔" جولیا اس کے پاس آ کر دوسری کرسی پر بیٹھتے ہوئے غرا کر بولی۔

"ہم۔۔ میرا قصور۔۔۔؟"

"تم نے آج میرے ساتھ جو کچھ کیا ہے تمہیں اس کی قیمت بھگتنا ہوگا۔"

"بھئی۔۔ بھگت لوں گا۔"

"میں استعفیٰ دے دوں گی۔" جولیا غرا کر بولی۔ "ایسی ذلیل حرکت ایکسٹو نہیں کر سکتا۔"

"ارے واہ۔" عمران ہاتھ نچا کر بولا۔ "کیا میں نے تمہیں فون کیا تھا کہ نعیم کو نروس کرو۔"

"میں ایکسٹو سے لڑ جاؤں گی۔" جولیا غرائی۔

"اچھا۔" عمران نے کہا لہجہ مضحکہ اڑانے والا تھا۔

"تم کیا سمجھتے ہو میں غلط کہہ رہی ہوں۔" جولیا غرائی۔

"شاید۔ آؤ چلیں۔" عمران نے بل کے مساوی رقم پلیٹ میں رکھتے ہوئے کہا اور اٹھ کر کھڑا ہوگیا جولیا چند لمحے تذبذب میں رہی پھر وہ بھی اٹھ گئی۔

عمران نے ایک پبلک فون بوتھ سے فیاض کو فون کیا تھا۔ دوسری جانب اس کی سیکرٹری نے فون ریسیو کیا تھا۔

"کیپٹن فیاض ہیں۔" عمران کے حلق سے نوخیز نسوانی آواز نکلی تھی۔

"آپ کون صاحبہ بول رہی ہیں۔" دوسری جانب سے سیکرٹری کی آواز آئی۔

"ارے تو کیا اب میں تمہیں بتاؤں گی کہ کون بول رہی ہوں۔" عمران نے لچک کر کہا لہجے میں حجاب اور شرم دونوں تھیں۔

"اس کے بغیر فون نہیں مل سکتا محترمہ۔"

"کس کے بغیر نہیں مل سکتا۔؟"

"نام اور کام بتائے بغیر۔" دوسری جانب سے کہا گیا۔

"فیاض سے کہہ دو کہ تمہاری ممنوعہ نے فون کیا ہے۔"

"ممنوعہ۔؟" دوسری طرف سے حیرت سے پوچھا گیا۔

"ہاں۔ ہاں ممنوعہ۔" عمران کے حلق سے بدستور نسوانی آواز نکل رہی تھی اور دوسری طرف سیکرٹری بھی یہی سمجھ رہی ہوگی کہ وہ کسی جوان عورت سے مخاطب ہے۔ عمران کے حلق سے نکلنے والی آواز کچھ ایسی ہی شیریں تھی۔

"یہ ممنوعہ کیا ہوتا ہے محترمہ۔؟"

"ارے تم خود کون ہو۔ ذرا بتاؤ تو۔" عمران کے حلق سے جھلاتی ہوئی آواز نکلی۔

"میں کیپٹن صاحب کی سیکرٹری ہوں۔"

"سیکرٹری ہو یا لڑکی ہو تو میں کیا کروں۔" عمران غصیلے لہجے میں بولا۔ "خیریت چاہتی ہو تو فیاض سے ملوا دو۔"

"ناممکن ہے محترمہ آپ نام بتائیں۔"

"میں نے نام بتایا تو ہے۔"

"ممنوعہ کیا نام ہوا۔؟"

"تمہارا نام کیا ہے چھوکری۔؟"

"دیکھئے ادب اور تہذیب ملحوظ خاطر رکھیے۔"

"ارے واہ بڑی آئی تہذیب جتانے والی۔" عمران نے کہا۔ "ذرا سامنے آئی تو میں پسلی پسلی ایک کر کے رکھ دوں تو نام نہیں۔"

"آپ بدتمیزی پر اتر آئی ہیں محترمہ میں فون بند کر دوں گی۔" سیکرٹری کی بے حد غصیلی آواز آئی۔ عمران کے لہجے اور جملوں نے اسے مشتعل کر دیا تھا اور وہ آہستہ آہستہ شعلہ بنتی جا رہی تھی۔

"بند کر کے دیکھو میں تمہیں بند کرا دوں گی۔"

"شٹ اپ۔"

"تو تم شٹ اپ شٹ اپ۔" عمران نے لڑکی کا عورتوں کے سے انداز میں کہا۔ بات نہیں تھی تو گالیاں دے رہا ہے۔"

"اوہ خدا کون چڑیل پیچھے پڑ گئی ہے۔" سکریٹری زچ آجانے والے لہجے میں بولی۔

"تو چڑیل تیری سات پشتیں چڑیل۔"

"یو... یو... ایڈیٹ... ایڈیٹ... ایڈیٹ..." غصے کے مارے سکریٹری اور کوئی لفظ نہ کہہ سکی ہکلا کر رہ گئی۔

"تم خود یعنی ایڈیٹ بھی اور گریٹ وارڈ بھی اور باپ سیٹ بھی۔" عمران نے غصیلی آواز میں کہا اور اس طرح بڑبڑانے لگا کہ دوسری طرف کچھ نہ سمجھا جا سکے۔

"کون ہے؟" یک بیک عمران نے ایک مردانہ آواز ریسیور پر سنی شاید یہ فیاض کی آواز تھی اور اس وقت جب وہ گفتگو کر رہے تھے وہ کمرے میں موجود نہیں تھا اور ابھی آیا تھا۔ سکریٹری اسے اس عورت کے بارے میں بتلانے لگی جو فون پر بیہودگی سے بات کر رہی تھی۔

"لاؤ ریسیور مجھے دو۔" فیاض نے کہا اور عمران کے لبوں پر شرارت آمیز مسکراہٹ ابھر آئی اور فوری طور پر پینترا بدلنے کے لئے تیار ہو گیا جیسے ہی اسے فیاض کی آواز سنائی دی وہ شروع ہو گیا۔

"بکواس مت کرو۔" اس کے حلق سے ایک مردانہ آواز نکلی۔ "میں ہرگز ہرگز تم سے شادی نہیں کرسکتا کیونکہ تم فیاض کی محبوبہ بن چکی ہو۔"

"کیا بکواس ہے کون ہو تم۔" فیاض کی غراہٹ ابھری۔

"یہی میں تم سے پوچھتا ہوں۔" عمران بھی غرایا۔ "تم کون ہو اور وہ کہاں گئی جس کے کئی سال سے

مجھے دھوکہ دیا ہوا ہے۔"

"کس کی بات کر رہے ہو؟"

"تم کون ہو؟" عمران نے جوابی سوال داغا۔

"میں کیپٹن فیاض بول رہا ہوں۔"

"اچھا تو وہ تم ہو جس نے میری محبوبہ کو خراب کیا ہے۔"

"شٹ اپ۔" فیاض کی غراہٹ ابھری۔ "میں تمہیں جیل میں سڑا دوں گا۔"

"پھانسی پر لٹکا دو قانون جو تمہارا ہوا۔"

"احمق تم کون ہو بتاؤ۔" فیاض کا پارہ چڑھنے لگا۔

"کون ہو کے اٹھے اپنی سکریٹری سے پوچھو تو ہم شادی کرنے والے تھے مگر تم کسی فلمی ولین کی طرح درمیان میں آ گئے ہو۔"

"اوہ تو تم اس کے منگیتر ہو؟"

"اب تو احمق ہوں منگیتر کہاں رہا۔"

"یقین کرو وہ ایک اچھی لڑکی ہے۔" فیاض نے نرم لہجے میں کہا۔

"وہ اچھی لڑکی ہے مگر تم اچھے نہیں ہو۔"

"کیا۔ کیا؟" فیاض کی نرمی غائب ہو گئی۔

"ہاں صحیح کہہ رہا ہوں۔ تمہاری عیاشی کی داستانیں مشہور ہیں۔"

"کس نے تم سے یہ بات کہی ہے؟"

"فرشتوں نے۔" عمران نے کہا۔ "اب میں اپنے ہمدرد کا نام بتا کر انہیں تمہارے ہاتھوں پٹوا نہیں سکتا۔"

"ایک منٹ۔" فیاض نے کہا۔ وہ سکریٹری تک کے باتیں کرنے کی آواز سن رہا تھا شاید وہ شکیر ہی کے بارے میں بات کر رہی تھی۔ شاید یہی بتا رہی ہو کہ اس کا کوئی منگیتر نہیں ہے اور یہ بات عمران کے علم میں بھی آچکی۔

"سنو۔" فیاض کی آواز آئی۔ "تم جھوٹ بول رہے ہو کہ اس کے منگیتر ہو۔"

"اچھا۔" عمران نے کہا۔ "تو نوبت یہاں تک آگئی ہے کہ وہ اپنے منگیتر کو بھی بھول گئی اور تم جیسے عیاش آدمی کا دم بھرنے لگی۔"

"میں تمہاری کھال میں بھُس بھروا دوں گا صرف ایک منٹ ٹھہرو۔" فیاض غرایا۔ اور عمران چونک پڑا وہ سمجھ گیا کہ فیاض نے دوسرے فون پر ایکس چینج سے اس بوتھ کا نمبر معلوم کر کے اپنے آدمی روانہ کئے ہوں گے جس سے فون کر رہا ہے۔

"آپ سمجھا کیپٹن صاحب۔" عمران فوراً بولا۔ "اپنے آدمیوں کو واپس بلا لو میں جا رہا ہوں سمجھے۔"

"ٹھہرو۔" فیاض نے کہا مگر عمران کہاں ٹھہرنے والا تھا اس نے ریسیور کریڈل پر ڈالا اور رومال سے اسے صاف کیا پھر ڈائل صاف کیا اور باہر نکل کر بوتھ کا دروازہ جہاں سے پکڑا تھا وہ جگہ صاف کی اور ٹو سیٹر میں بیٹھ کر آگے بڑھ گیا چوراہے سے وہ گھوم کر دوسرے رخ پر آگیا۔

اور بوتھ کے سامنے ٹو سیٹر روکی اور چند قدم کے فاصلے پر موجود کیفے میں گھس کر ایسی میز پر جا بیٹھا جہاں سے بوتھ کو دیکھ سکتا۔

اسے بیٹھے دو منٹ ہی ہوئے تھے کہ ایک کار وہاں آکر رکی اور دو آدمی اتر کر بوتھ کی طرف جھپٹے پھر بوتھ خالی دیکھ کر وہ پلٹے اور ادھر ادھر دیکھنے لگے۔ عمران نے صاف طور پر پہچانا

وہ فیاض کے سادہ لباس والے تھے۔ وہ بوتھ کے آس پاس اسی کو تلاش کر رہے تھے مگر اب وہ کہاں ہاتھ آتا۔

"کیا لاؤں صاحب۔" وہ ویٹر کی آواز سن کر چونک پڑا۔

"آلو کا بھرتہ۔" عمران نے روانی میں کہا اور دوبارہ بوتھ کی جانب دیکھنے لگا۔ وہ دونوں آدمی کچھ دیر ادھر ادھر دیکھتے رہے پھر وہ گاڑی میں بیٹھے اور واپس چلے گئے عمران نے ایک طویل سانس لیا اس کے ہونٹوں پر ایک شرارت آمیز مسکراہٹ تھی۔

دفعتاً مسکراہٹ اس کے ہونٹوں پر سے غائب ہو گئی ویٹر نے اس کے سامنے ایک پلیٹ میں چٹنی دوسری میں سلاد اور تیسری میں کوئی سرخ سرخ سی چیز لا کر رکھ دی تھی۔ ساتھ میں روٹیاں بھی تھیں۔

"یہ کیا ہے پیارے بھائی۔" عمران نے چونک کر ویٹر سے پوچھا۔

"آپ نے آرڈر دیا تھا صاحب۔" ویٹر نے گڑبڑا کر آواز میں کہا۔

"کک۔۔۔ کس چیز کا۔؟"

"آلو کے بھرتے کا اور کس کا۔" ویٹر نے کہا اور پلیٹ سے جانے پر آگے بڑھ گیا عمران اپنی کھوپڑی سہلاتا رہ گیا مخصوص انداز میں آرڈر دیتے ہوئے وہ بھول گیا تھا کہ جس قسم کے کیفے میں وہ بیٹھا ہے وہاں بیگن کا بھرتہ بھی مل سکتا ہے تو آلو کا بھرتہ ہے اب حماقت تو ہو ہی گئی تھی اس لئے بھگتنا تھا اس نے بسم اللہ پڑھی اور شروع ہو گیا۔

پہلے ہی لقمے نے چودہ طبق روشن کر دیئے تھے مرچیں تھیں یا لاوا۔ اللہ کی پناہ اس نے جلدی سے دو گلاس پانی پیا اور بیرے کو پکار کر بل ادا کیا اور اٹھ گیا۔ ویٹر نے حیرت سے عمران کو دیکھا تھا وہ ٹو سیٹر میں بیٹھا اور روانہ ہو گیا۔ دوسری سٹریٹ پر نظر آنے والے فون بوتھ کے سامنے وہ پھر رکا تھا۔ انسٹرومنٹ میں سکے ڈال کر اس نے نمبر ڈائل کئے تھے۔

"ہیلو کیپٹن فیاض دس سائیڈ۔" اسے فیاض کی آواز سنائی دی تھی۔

آخر کار ہو کیا گیا ہے سوپر فیاض۔؟

کیا بکواس ہے۔ دوسری جانب سے فیاض کی آواز آئی لہجہ پھاڑ کھانے والا تھا۔ شاید وہ اچانک جلا بھنا بیٹھا ہوا تھا۔

کیا بات ہے سوپر۔۔۔ ۔۔۔ سوپر۔ کیا بیوی سے ان بن ہو گئی ہے۔؟

بند بکواس کرو۔ فیاض جھلا کر بولا۔ کیا حرکت کی ہے۔؟

کونسی حرکت سوپر۔؟

میری سکریٹری کو پریشان کرنے والی۔

خدا کے غضب سے ڈرو سوپر۔ عمران گھگھیایا۔ تمہاری کیا ماں بہنیں نہیں ہیں جو میں کیوں کسی کو چھیڑنے لگا۔

ابھی تم نے فون نہیں کیا تھا۔؟ فیاض کا لہجہ پھاڑ کھانے والا تھا۔

کسی دشمن نے اڑائی ہوگی سوپر میں نے تو اب فون کیا ہے۔

پھر وہ کون تھا۔؟

کس کی بات کر رہے ہو۔؟ عمران نے ہمدردانہ لہجے میں پوچھا۔

ابھی کچھ دیر پہلے کسی نے فون کیا تھا اور سکریٹری کو تنگ کر رہا تھا۔

تمہارا مطلب یہ ہے کہ وہ تمہاری سکریٹری کو چھیڑ رہا تھا۔؟

ہاں اگر سمجھ لو وہ غنڈہ میرے ہاتھ لگ جائے تو اس کی ہڈیاں تڑوا دوں جیل میں سڑا دوں اسے۔

پھانسی بھی لٹکوا دینا۔ عمران نے کہا۔ مگر میرے پاس وقت نہیں ہے۔

کیا کہنا چاہتے ہو۔؟

تمہاری تحقیقات کہاں تک پہنچیں۔؟

تحقیقات۔ فیاض کی چونکی ہوئی آواز آئی پھر وہ پیش آنے والے واقعات دہراتا چلا گیا عمران خاموشی سے سنتا رہا پھر بولا۔

اس کا مطلب یہ ہوا سوپر کہ وہ لوگ ہر اس ذریعے کو ختم کر رہے ہیں جہاں سے ذرہ برابر بھی کسی سراغ کے ملنے کی امید ہو سکتی ہے۔

قرائن سے یہی لگتا ہے۔

ناصر کا کیا کیا۔؟

اس کی تلاش میں میں نے آدمی لگا دیئے ہیں۔

بار کے دوسرے ملازموں سے پوچھا ہوتا۔؟

کسی کو بھی اس قسم کے کاروباری معاملات کا علم نہیں تھا۔

نعیم اور الیس کے اپارٹمنٹ کے بارے میں کوئی نئی خبر۔؟

صرف سناٹا اور گہری خاموشی ہے۔

تم کب تک ناصر سے ملنے جاؤ گے۔؟

جانا ہی پڑے گا۔ فیاض نے کہا۔ ورنہ تمہاری بات کی تصدیق کیسے ہوگی۔

پھسل ہی نہ جانا سوپر۔ عمران نے تنبیہ کرنے والے لہجے میں کہا۔ کہیں بعد میں تم اپنے بلو فوٹوؤں کے نیگیٹیو تلاش کرتے پھرو۔

احمق نہیں ہوں۔

ہو بھی نہیں سکتے۔ عمران غرایا۔ یہ لقب مجھے الاٹ ہو چکا ہے۔

اور کچھ کہنا ہے۔؟

نہیں بس۔ عمران نے کہا اور رابطہ منقطع کر دیا۔ ٹو سیٹر ایک بار پھر حرکت میں آ گئی تھی۔

اب وہ کچھ سوچ رہا تھا کہ کس طرف سے آگے بڑھے۔ کمال شہ سے اٹھنے کے بعد اس نے جوبیا کو ان کے فلیٹ میں چھوڑا تھا اور وہاں سے چلتے ہوئے اسے شرارت سوجھی تھی جس کے نتیجے میں نیاز اور اس کی سکریٹری کو بوکھلاہٹ میں مبتلا ہونا پڑا تھا۔

لیکن اب وہ سوچ رہا تھا کہ کیا کرے۔ ہوٹل کلیو اپیرا ہاتھ میں نہیں تھا کہ وہ آگے بڑھ سکتا۔ وہ سیدھا فلیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا تھا مگر فلیٹ تک جانے کی نوبت نہیں آئی تھی ایک نیا خیال اس کے ذہن میں ابھرا تھا۔

نیاز نے بتایا تھا کہ جب وہ ہیڈ کوارٹر فون کرنا چاہ رہا تھا تب ہی کسی نے سونیا اور نادر کو ہلاک کر دیا تھا بعد میں قاتل کا کوئی پتہ نہیں لگ سکا تھا اس کا مطلب یہ تھا کہ قاتل ہوٹل ہی سے متعلق کوئی آدمی تھا اگر ایسا نہ ہوتا تو کوئی تو فائرنگ کی آواز سنتا۔ کسی نے تو اس طرف آتے جاتے ہوئے کسی کو دیکھا ہوتا۔ ان باتوں سے لاعلمی اسی شک کو تقویت دیتی تھی کہ سونیا اور نادر کا قاتل یا رنجی کا کوئی آدمی ہے۔ اور وہ ناصر بھی ہو سکتا تھا۔

کیونکہ سونیا ناصر کو ساتھ نہیں لائی تھی۔ ممکن ہے اس نے یہ دیکھ کر کہ ہیڈ کوارٹر جا چکے بعد شاید سونیا یا نادر ریسپشن پر کوئی زبان نہ کھول دے اس نے دونوں کو ٹھکانے لگا دیا اور دروازہ بند کر کے بھاگ نکلا۔ یہ تو نیاز نے عقلمندی کی تھی کہ اس نے ہیڈ کوارٹر سے آدمی بلوا لیے تھے اس کے بعد کمرے سے نکلا تھا ورنہ ممکن تھا کہ اسے بھی مار ڈالا جاتا۔

اور یہ بھی تو رد کیا جا سکتا تھا کہ مقابلے میں وہ ایک دوسرے کی گولیوں سے ہلاک ہو گئے حقیقت کا رنگ دینے کیلئے قاتل کو صرف اتنا ہی کرنا ہوتا کہ نیاز کے ہاتھ میں اپنا ریوالور تھما دیتا اور نادر یا سونیا کے ہاتھ میں کوئی اور ریوالور البتہ اسے نیاز کا ریوالور غائب کرنا پڑتا۔ اس سلسلے میں جتنا بھی سوچا گیا یہ بات واضح ہوتی چلی گئی کہ ان دونوں کا قاتل ناصر بھی ہو سکتا ہے اس لئے یہی بہتر جانا

کرتے ہوئے سونیا بار کی طرف دیکھتا چلے۔

اس لئے ٹیکسی ڈرائیور کا رخ اسی جانب کر دیا تھا۔ بار کے ہنگامے سرد نہیں ہوتے تھے مگر وہاں زیادہ رونق بھی نہیں تھی۔

عمران ایک میز پر جا بیٹھا۔ ویٹر کو اس نے بیئر کا آرڈر دیا تھا۔ وہ جس میز پر بیٹھا تھا وہ کونے والی تھی اور وہاں ایک سرے سے دوسرے سرے تک مصنوعی پودوں کی کیاری لگی ہوئی تھی اور وہ وہاں آسانی سے بیئر کو غائب کر سکتا تھا۔ ویٹر نے بوتل اور گلاس اس کی میز پر پہنچا دیا۔

"کچھ اور لاؤں صاحب۔؟" ویٹر نے پوچھا تھا۔

"کیا لا سکتے ہو۔؟" عمران نے اس انداز میں اسے گھورا جیسے رات بھر کا جاگا ہوا اور تھکن سے برا حال ہو۔

"جو بھی آپ کہیں۔" ویٹر معنی خیز لہجے میں بولا۔

"مجھے تم... " عمران کہتے کہتے رکا۔ "نہیں تم نہیں لا سکتے..."

"کیا صاحب۔؟" ویٹر جلدی سے بولا وہ اس بات پر خوش ہو گیا تھا کہ مرغا پھنس رہا ہے۔

"مجھے جس کی ضرورت ہے تم اسے نہیں لا سکتے۔"

"کون ہے وہ۔؟"

"سونیا۔" عمران نے کہا۔ "میں صرف اسی کے لئے یہاں آیا ہوں۔"

"اوہ۔" ویٹر نے مشکوک انداز میں اسے دیکھتے ہوئے کہا۔ "مگر آپ تو یہاں پہلی مرتبہ آئے ہیں۔"

"ہشت۔" عمران نے اسے جھڑکا۔ "رات میں آیا کرتا تھا مگر دو دن سے باہر گیا ہوا تھا اس لئے آج آتے ہی گھر کی بجائے سیدھا ادھر چلا آیا۔"

"مگر سونیا آپ کو نہیں مل سکے گی۔"

"کیوں نہیں مل سکے گی۔" عمران نے کہا۔ "میں آج سوچ کر آیا ہوں کہ اس سے بات کر کے ہی جاؤں گا۔ میں اس کے لئے ہزاروں خرچ کر سکتا ہوں۔"

"وہ لاکھوں میں بھی اب نہیں ملیگی جناب۔"

"کیوں نہیں ملیگی۔" عمران غرایا۔ "میرے ایک ساتھی نے اسے دو ہزار میں حاصل کر لیا تھا میں چار ہزار بھی خرچ کر سکتا ہوں۔"

"پھر بھی وہ آپ کو حاصل نہیں ہو سکے گی۔"

"کیوں آخر کیوں۔" عمران نے کسی جھکی آدمی کی طرح کہا۔

"اس لئے جناب کہ آج ہی ان کو کسی نے قتل کر دیا ہے۔"

"کیا۔" عمران نے بری طرح چونکنے کی اداکاری کی تھی۔

"جی ہاں مادام سونیا اور ان کے ایک ملازم کو کسی نے قتل کر دیا ہے۔"

"قاتل کون ہے۔" عمران غرایا۔ "میں اس کا خون پی جاؤں گا۔"

"قاتل لاپتہ ہے۔" ویٹر نے کہا۔

"پھر پولیس کیا جھک مار رہی ہے جو قاتل کو تلاش نہیں کر سکی۔"

"شاید۔" ویٹر نے کہا۔ "آپ کہیں تو کسی اور کا بندوبست کر دوں۔"

"میں کہتا ہوں بار بند کیوں نہیں کیا گیا۔" عمران جھلا کر بولا۔ "غضب خدا کا میری سونیا مر گئی یا کیا مالک مر گیا اور بار کھلا ہے۔"

"یہ ناصر صاحب کا حکم تھا جناب کہ بار بند نہ کیا جائے۔"

"کون ناصر۔" عمران جھلا کر بولا۔

"مادام کے پارٹنر۔"

"کہاں ہے وہ مجھے اس سے ملاؤ۔" عمران بہت خفگی سے بولا۔ انداز ایسا ہی تھا جیسے سونیا کی موت کا اسے صدمہ بھی ہوا ہو اور غصہ بھی آ رہا ہو۔

"وہ بہت خونخوار آدمی ہیں جناب۔" ویٹر نے کہا۔ "بہتر ہے کہ آپ ان سے نہ ملیں ورنہ ممکن ہے آپ کی ایک آدھ ہڈی پسلی سرک جائے۔"

"میں بھی کمزور نہیں ہوں۔" عمران غرایا۔

"پلیز شور نہ کیجئے صاحب۔" ویٹر نے کہا۔

"ایک بات سنو۔" عمران نے کہا۔

"وہ کیا۔"

"کہیں ایسا تو نہیں کہ یہ ناصر ہی میری سونیا کا قاتل ہو۔"

"نہیں جناب۔" ویٹر نے جلدی سے کہا۔ "ایسا نہیں ہے۔"

"گھبراؤ مت۔" عمران نے کہا۔ "میں تم کو انعام دوں گا تم مجھے بتا دو۔"

"وہ... جناب... ناصر صاحب قاتل نہیں ہیں۔" یکایک ویٹر نے کہا اور تیزی سے وہاں سے ہٹ گیا۔ عمران نے چونک کر اس طرف دیکھا جس طرف نگاہ ڈال کر ویٹر اس کے پاس سے ہٹا تھا بار کاؤنٹر کے برابر میں ایک آدمی کھڑا اسے گھور رہا تھا اس کے چہرے کے عضلات اسے سخت گیر ظاہر کر رہے تھے اور ٹھوڑی کی بناوٹ کینہ توزی کی جانب اشارہ کر رہی تھی وہ ناصر تھا۔ سونیا کا پارٹنر ناصر۔ عمران اسے پہچانتا تھا۔

خاور نے بلڈنگ کے دروازے پر نظر ڈالی اور اندر داخل ہو گیا۔ اس وقت اس کے جسم پر بہترین قسم کا سوٹ تھا۔ ہاتھوں میں ایک موٹی سی فائل تھی اور ہاتھ میں مارکر ٹائپ کا قلم۔ بلڈنگ میں داخل ہوتے ہوئے اس نے کنکھیوں سے تنویر کو دیکھا جو بلڈنگ کے گیٹ پر ہی موجود چائے کے کیبن والے کے پاس بنچ پر بیٹھا چائے پی رہا تھا۔

اس کے ایک ہاتھ میں شام کا اخبار بھی تھا اور وہ کیبن والے سے کسی خبر پر تبادلہ خیال بھی کر رہا تھا۔

خاور کو دیکھ کر اس نے کسی شناسائی کا اظہار نہیں کیا تھا۔ خاور زینے چڑھنے لگا۔ گزشتہ رات اس نے سوسائٹی کے بنگلہ نمبر تیرہ تک سیاہ پوش کا تعاقب کیا تھا پھر اس کی رپورٹ ایکسٹو کو دانش منزل کے نمبر پر دی تھی۔

جس کے بعد صبح ہوتے ہی تنویر اس کی جگہ لینے پہنچ گیا تھا اور وہ واپس رہائش گاہ

چلا گیا تھا۔

ایک گھنٹے قبل اسے فون ملا تھا کہ وہ ماما اسکوائر کے فلیٹ نمبر بائیس کے رہنے والوں کے بارے میں معلومات حاصل کرے کیونکہ وہ سیاہ پوش اس بنگلے سے اسی فلیٹ تک پہنچا ہے اور تنویر اس کی نگرانی کر رہا ہے۔

آج کل چونکہ خانہ شماری ہو رہی تھی نمبر لگ چکے تھے اس لئے خاور کی سمجھ میں یہی آیا کہ وہ اسی بہانے فائدہ اٹھائے۔ اس سے بہتر طریقہ کوئی نہیں تھا۔ بس اس نے لباس بدلا، ایک موٹی سی بے کار فائل بغل میں دبائی اور چل پڑا۔

فلیٹ بائیس پہلی منزل پر تھا۔ اس نے اکیس نمبر کے فلیٹ پر دستک دی تھی۔ چند لمحے بعد دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر کی شکل نظر آئی۔

"آپ ہی اس فلیٹ میں رہتے ہیں جناب۔" خاور نے سلام کرنے کے بعد پوچھا۔

"اور کون نظر آ رہا ہے آپ کو۔" بوڑھے نے چونک کر جواب دیا۔

"میرا مطلب یہ تھا کہ آپ اس کے مالک ہیں یا کرایہ دار۔"

"آپ کو کیا لگ رہا ہوں۔؟"

"میں کیا بتا سکتا ہوں جناب۔ آپ ہی کچھ فرمائیے۔"

"میں مالک ہوں اس فلیٹ کا فرمائیے۔" وہ جھلاہٹ بھرے لہجے میں بولا۔ "کوئی نیا ٹیکس؟"

"جی نہیں۔" خاور جلدی سے بولا۔ "میں ٹیکس والا نہیں ہوں۔"

"پھر بلدیہ کے آدمی ہو گے۔؟"

"جی نہیں۔" خاور نے کہا۔ "میں خانہ شماری کے محکمے کا آدمی ہوں۔"

"اوہ تو فرمائیے کیا بات ہے۔" وہ سر کو جھٹکتے ہوئے بولا۔

"صرف فلیٹ کے بارے میں معلومات حاصل کرنی تھیں۔" خاور نے کہا۔

"وہ تو کیا نام معلوم کرنے گئے ہیں۔؟"

"جی ہاں۔" خاور نے کہا۔ "آپ کی معلومات صحیح ہیں نام آپ کا صحیح ہے۔"

"پھر کیوں آئے ہو۔؟"

"آپ کے پڑوسی کا نام غلط ہے اس کے بارے میں معلومات حاصل کرنی ہیں۔"

"کس کا نعیم صاحب کا۔؟"

"فلیٹ نمبر پانچ کے نعیم صاحب کا۔" خاور نے اندھیرے میں تیر چلایا۔

"پانچ نمبر میں تو فضل صاحب رہتے ہیں نعیم تو نہیں ہے۔"

"دیکھیے ہو گیا نا نام غلط۔" خاور نے جلدی سے کہا۔

"وہ آدمی ہی غلط ہے۔" اس نے منہ بنا کر کہا۔

"وہ کیسے جناب۔؟"

"ساری بلڈنگ تنگ ہے اس سے۔"

"آخر کیوں جناب بتائیے۔؟"

"بتا کر کیا فائدہ ہوگا۔" ادھیڑ عمر نے کہا۔ "ان سے دشمنی کون مول لے گا۔؟"

"آپ ہمیں معلومات فراہم کریں جناب۔" خاور نے کہا۔ "اگر یہ واقعی آپ لوگوں کیلئے مصیبت بنے ہوئے ہیں تو ان کو یہاں سے ہٹا دیا جائے گا۔"

"سچ کہہ رہے ہو۔؟"

"ہاں جناب بالکل سچ معاشرے سے برے لوگوں کا خاتمہ کرنا ہمارا فرض ہے۔" خاور نے یقین دلانے والے لہجے میں کہا۔

"اندر آ جاؤ۔" اس نے کہا "باہر گفتگو نہیں کریں گے۔"

"شکریہ۔" خاور نے اندر داخل ہو کر صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"کیا پیئو گے۔؟"

"آپ تکلیف نہ کریں جناب۔"

"چائے چلے گی۔" اس نے خاور کی بات نظر انداز کر کے پوچھا۔

"جیسے آپ کی مرضی۔" خاور نے کہا اور فلیٹ میں چاروں طرف نگاہ ڈالی اور اندازہ لگایا کہ ادھیڑ عمر کا آدمی آسودہ حال زندگی بسر کر رہا ہے۔

"میرا نام اکرم ہے۔" اس نے چائے کے لئے کہنے کے بعد تعارف کرایا۔ "برابر کے فلیٹ میں جو فضل صاحب رہتے ہیں نا ان کا تعلق کسی بار سے ہے اور ان کے گھر غنڈے آتے رہتے ہیں جن سے سب ہی تنگ ہیں۔"

"کس بار سے منسلک ہیں۔" خاور نے پوچھا۔ "نام معلوم ہے۔؟"

"شاید سونیا بار ہے۔" اکرم نے کہا۔ "فضل کی ایک بیوی ہے بہت موٹی اور بدصورت عورت مگر اس کی تینوں لڑکیاں بہت خوبصورت ہیں۔"

"مگر وہ تنگ کیا کرتا ہے۔ یہ بات آپ نے نہیں بتائی۔"

"اس کے گھر آدمی آتے جاتے رہتے ہیں۔" فضل نے کہا۔ "کیا یہ اچھی بات ہے۔؟"

"مگر یہ بری کیسے ہو گئی۔ گھروں میں تو مہمان آیا جایا ہی کرتے ہیں۔؟"

"ہاں مگر لڑکیوں کے دوست بن کر جو مہمان آتے ہیں وہ کیسے ہوتے ہیں۔؟"

"سمجھا آپ کا خیال ہے وہ پیشہ ور لوگ ہیں۔"

"جی ہاں۔"

"ان کے گھر آنے جانے والوں میں سے کسی کو آپ پہچانتے ہیں۔؟"

"نہیں کسی کو بھی نہیں۔"

"پھر بتایئے میں ان کے خلاف کیسے کوئی کارروائی کرا سکتا ہوں۔؟"

"ایک بات یاد آئی ہے۔" اکرم چونک کر بولا۔

"وہ کیا۔؟"

"کچھ دن ہوئے یہاں کافی جھگڑا ہوا تھا۔"

"جھگڑے کی وجہ۔؟"

"ان لوگوں نے بہت سے آدمیوں کو دکان دلانے کا فراڈ کر کے ان کی رقم ہضم کر لی ہے وہ لوگ رقم ہی کا تقاضہ کرنے آئے تھے۔"

"پھر کیا ہوا۔؟"

"ان کا بیچ بچاؤ ایک بہت امیر آدمی نے کرایا تھا وہ ٹھیک اسی وقت یہاں آگیا تھا جب وہ لوگ فضل کو مارنے والے تھے۔"

"اس امیر آدمی کو آپ پہچانتے ہیں۔؟"

"ہاں اخبارات میں ایک دو دفعہ اس کی تصویریں بھی چھپی ہیں۔"

"کون ہے وہ۔؟"

"ہاؤسنگ پراجیکٹ کا مالک نعیم۔"

"اوہ ہو۔" خاور چونک پڑا۔ "آپ کو پورا یقین ہے کہ وہ نعیم ہی تھا۔؟"

"پورا یقین ہے۔ اس کے ساتھ دو آدمی اور تھے۔" اکرم نے کہا "اور انھوں نے ہی پولیس کی دھمکی دے کر مطالبہ کرنے والوں کو خاموش کرایا تھا پھر وہ لوگ فلیٹ میں چلے گئے تھے

آدھے گھنٹے تک اندر سے شور کی آوازیں آتی رہیں پھر وہ سب ایک ایک کر کے نکلے چلے گئے تھے۔"

"معاملات طے ہو گئے تھے۔؟"

"جی نہیں۔" اکرم نے کہا۔ "وہ سب بڑبڑاتے ہوئے گئے تھے۔ ان میں سے ایک نے تو دھمکی بھی دی تھی۔"

"فضل کو۔؟"

"ہاں۔ اس نے کہا تھا کہ اگر ایک ماہ کے وعدے کے مطابق اس کی رقم نہیں ملی تو وہ فضل کو جیل بھجوا دے گا۔ قمر الدین یا ایسا ہی کوئی نام لیکر دھمکی دی تھی۔"

"قمر الزماں تو نہیں کہا تھا۔" خاور نے پوچھا۔

"شاید یہی نام تھا ہو یقین سے نہیں کہہ سکتا۔"

"اس کا حلیہ تو یاد ہوگا۔؟"

"ہاں بالکل یاد ہے۔" اکرم نے کہا پھر جو حلیہ بتایا وہ قمر الزماں ہی کا تھا اس کے بارے میں انھیں آج ہی صدیقی سے معلومات حاصل ہوئی تھیں البتہ صبح کے اخبار میں ٹرک کے حادثے کے شکار کی حیثیت سے اس کا فوٹو بھی چھپا تھا خبر البتہ چند سطری تھی۔

"ہاں یہ وہی ہے قمر الزماں۔" خاور نے کہا "کسی اور نے بھی کچھ کہا یا دھمکی دی تھی۔؟"

"وہ سب ہی غصے میں تھے وہ تو نعیم نے ان لوگوں سے کہا تھا کہ اگر فضل نے رقم نہیں دی تو وہ ادا کرے گا تب وہ اس کے فلیٹ کے دروازے سے ہٹے تھے۔"

"نعیم کے ساتھ جو دو آدمی تھے ان کے حلیے یاد ہیں۔؟"

"ہاں وہ بھی یاد ہیں صرف اتنا کہہ دوں کہ دونوں موٹیا باد کے غنڈے ہیں اور آس پڑوس والوں پر ان کا رعب قائم رہا ہے۔"

"تو چلیے دو لہر دیکھیے۔" خاور نے کہا پھر اکرم کے بتائے ہوئے حلیے ذہن نشین کرتا ہوا پھر

اکرم کی بیوی چائے میز پر لگا گئی تو اسے سوچنے کا موقع مل گیا۔ سوچنا یہ تھا کہ وہ اب مزید کس قسم کے سوالات کرے کہ کچھ اور معلومات حاصل ہوں۔

"ایک بات اور۔" خاور نے چند لمحے بعد پوچھا۔ "کیا نسیم اکثر آتا رہتا ہے یا صرف اسی دن وہ یہاں آیا تھا۔؟"

"وہ پہلی مرتبہ اسی دن آیا تھا البتہ ایک اور آدمی وہاں آتا رہتا ہے درمیانی جسامت کا پھرتیلا آدمی ہے ہونٹوں پر ہلکی کٹ مونچھیں ہیں اور چہرے کے نقوش کافی دلکش ہیں۔"

"عمر کیا ہوگی اس کی۔؟"

"زیادہ سے زیادہ پینتیس سال۔" اس نے چائے کا آخری گھونٹ بھرنے کے بعد کپ درمیانی میز پر رکھتے ہوئے جواب دیا۔

"وہ آدمی روزانہ آتا ہے۔؟"

"نہیں البتہ ہفتہ دس دن بعد وہ جب بھی آتا ہے سونیا بار کے دونوں غنڈے ضرور اس کے ساتھ ہوتے ہیں اور وہ گھنٹوں فلیٹ میں رہتے ہیں۔"

"گویا لڑکیوں کے ساتھ عیش کرتے ہیں۔؟"

"نہیں بالکل نہیں۔" اکرم نے کہا۔ "وہ اس کینڈے کے لوگ نہیں لگتے۔"

"کیا مطلب۔؟"

"میرا مطلب یہ تھا کہ وہ عیاش لوگوں میں سے نہیں لگتے شکل و صورت سے ہی سنگدل اور خونخوار نظر آتے ہیں۔"

"ان لوگوں کے نام یاد ہیں۔؟"

"آج تک ان کے نام کسی نے نہیں لئے اس لئے میں آپ نہیں بتا سکتا کہ ان تینوں کے نام کیا کیا ہیں۔"

"کیا اس وقت وہ فلیٹ میں ہوں گے۔؟"

"نہیں۔ فی الحال وہاں اس کی بیوی ہی ہے تینوں لڑکیاں پتہ نہیں کہاں گئی ہوئی ہیں۔"

"تینوں لڑکیاں۔؟" خاور کے ذہن میں بجلی سی کوند گئی اسے روزی کیرینا اور شمالیہ یاد آ گئی تھیں وہ بھی تینوں ہی تھیں اور شاید اسی سلسلے میں ان کی نگرانی کرائی جا رہی تھی اگر یہ وہی تینوں ہوئیں تو کیس کی کڑیاں مل جاتی ہیں۔

"کیا ان کے نام کیرینا، شمالیہ اور روزی ہیں۔" خاور نے تینوں کا حلیہ بتلانے کے بعد اکرم سے پوچھا اور وہ اثبات میں سر ہلاتے ہوئے بولا۔

"ہاں یہی نام ہیں ان تینوں کے بڑی آفت کی پرکالہ ہیں یہاں مشہور کر رکھا ہے وہ کسی امپورٹ ایکسپورٹنگ کمپنی میں ملازم ہیں۔"

"وہ کتنی تعداد میں تھے۔؟" خاور نے دوسرا سوال کیا۔

"تقریباً چالیس پچاس تو ضرور ہی رہے ہوں گے۔"

"وہ لڑکیاں کب سے نظر نہیں آئیں۔؟"

"تین چار دن سے۔"

"اچھا جناب بہت شکریہ۔" خاور نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "میں کوشش کروں گا کہ یہ لوگ یہاں سے چلے جائیں۔"

"سب فلیٹوں کے مکینوں پر احسان ہوگا تمہارا۔" اکرم نے کہا اور خاور اس سے ہاتھ ملا کر باہر نکل آیا پھر اس نے بائیس نمبر کے فلیٹ پر دستک دی تھی چند لمحے بعد دروازہ کھلا اور ایک موٹی اور بے ہنگم سی شکل نظر آئی۔

"کس کو مانگتا صاحب۔؟" اس نے پوچھا تھا۔

"تم مسٹر فضل ہو۔؟" خاور نے پوچھا۔

"ہاں اندر آجاؤ۔" وہ پیچھے ہٹتے ہوئے بولا اور خاور اندر داخل ہو گیا۔ یہ دو کمروں کا شاندار اچھا فلیٹ تھا۔ کمرے کی ڈیکوریشن بتا رہی تھی کہ مکین کافی دولت کے مالک ہیں۔ ہر چیز سے امارت ٹپک رہی تھی۔

"ہاں بتاؤ کیا چاہتے ہو۔؟" ایک بد صورت عورت نے کہا اور خاور اس کے لہجے پر چونک پڑا وہ کسی عام عورت کا لہجہ نہیں تھا۔

"میں خانہ شماری کے محکمے سے آیا ہوں۔"

"میں نے پوچھا ہے کیا چاہتے ہو۔؟" وہ غرائی۔

"معلومات۔" خاور نے کہا۔ اب وہ حد سے زیادہ چوکنا ہو چکا تھا اور ہر طرح کے خطرے سے نمٹنے کے لئے تیار تھا۔

"کیسی معلومات۔؟" وہ سانپ کی طرح پھنکار رہی تھی۔

"تمام جن کی اندراجات غلط ہیں۔" خاور نے کہا۔

"ہم انہیں صحیح کر لیں گے فکر مت کرو۔" دفعتاً کسی نے کہا اور خاور چونک پڑا اندرونی کمرے کے دروازے میں وہ کھڑا ہوا تھا۔ لمبا کوتاہ موٹی چپٹی والا آدمی جو سونیا بار کے تھنڈر روم کے مہمان آیا کرتا تھا۔

"آپ کیسے صحیح کر لیں گے جناب۔" خاور نے فوری طور پر خود پر قابو پاتے ہوئے کہا۔

"ہمارا کام ہے آپ کا نہیں۔"

"میرا مطلب یہ تھا کہ ہم معلومات صحیح کر دیں گے۔"

"آپ کل صبح دفتر تشریف لے آئیں۔" خاور نے کہا۔ "تاکہ معلومات درست کی جا سکیں۔"

"بہتر ہے۔" وہ غرا کر بولا اس کے چہرے پر نظر پڑنے والی چھپکلیوں جیسی اس کی نگاہیں خاور کو اپنے جسم میں اترتی محسوس ہو رہی تھیں۔ اس کی آواز بھی خاور نے پہچان لی تھی یہ وہی تھا جس کا اس نے رات کو کوٹھی نمبر تیرہ تک تعاقب کیا تھا۔

"اجازت چاہتا ہوں۔" خاور نے کہا اور دروازے کی طرف مڑا ہی تھا کہ اس کی کمر پر لات پڑی اور وہ لڑکھڑا کر منہ کے بل گرا مگر گرتے ہی خاور بجلی کے کوندے کی طرح لپک کر سیدھا ہوا تھا۔ وہ سامنے دو گز دور کھڑا اسے گھور رہا تھا۔

"تم کیا سمجھتے ہو میں تمہیں نہیں پہچانتا۔" وہ غرا کر بولا۔ اب اس کے ہاتھ میں ریوالور بھی نظر آ رہا تھا۔

"تم سرکاری کام میں مداخلت کر رہے ہو مسٹر فضل۔" خاور غرایا مگر اس کے طرز تخاطب پر وہ کانپ گیا تھا اس کے حلیے سے یہ بات ظاہر تھی کہ وہ اسے پوری طرح سے پہچان چکا ہے۔ اس کے بعد ہی یہ حرکت کی ہے۔

"میں فضل نہیں ہوں۔" وہ غرایا۔ "اور تم بہت سمجھ کر میری تمہاری باتوں میں آ جاؤں گا میں نے تم کو رات ٹیپ ٹاپ میں دیکھا تھا سمجھے۔"

"سمجھ گیا۔" خاور نے اب تیاری مناسب نہیں سمجھا تھا۔ "اب تم کیا چاہتے ہو۔؟"

"کسی راز کو راز رکھنے کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ ان آوازوں کو دبا دیا جائے جن سے افشائے راز کا خطرہ ہو۔"

"گویا تم مجھے قتل کرنا چاہتے ہو۔؟"

"اس کے سوا اور کیا چارہ ہے۔" وہ غرایا۔ "تم ہمارے راز سے آگاہ ہو چکے ہو اور ہماری خیریت اسی میں ہے کہ تم کو ٹھکانے لگا دیا جائے۔"

"گویا اب دوسرا قتل کرو گے۔؟"

"تیسرا، چوتھا بھی کر سکتا ہوں۔"

"پیشہ ور قاتل ہو۔؟"

"میں اپنے تحفظ اور مفاد کے لیے دس قتل بھی کر سکتا ہوں۔"

"قمر الزماں کو کس نے قتل کیا تھا۔؟"

"یہ پوچھ کر میں تمہیں کیسے قتل کروں گا۔" وہ آنکھ دبا کر بولا تھا۔

"کوشش کر دیکھو۔" خاور نے لاپرواہی سے کہا اور اس کی آنکھوں سے الجھن ظاہر ہونے لگی۔ لگتا تھا کہ وہ کسی کشمکش میں مبتلا ہے۔ پھر اس نے اس طرح گردن ہلائی جیسے کسی خیال سے مطمئن ہو کر بولا۔

"تم ہمارے پیچھے کیوں لگے ہو۔؟"

"یہ تو تم خود بھی جانتے ہو۔؟" خاور نے کہا۔

"ہم نے کوئی جرم نہیں کیا۔" وہ غرایا تھا۔

"قمر الزماں کو مار کر تم نے یقینی طور پر ثواب کا کام کیا ہے۔"

"قمر الزماں۔؟" وہ پھر الجھ گیا چند لمحے سوچتا رہا پھر بولا۔ "تمہارا دوسرا ساتھی جس نے سینا کا تعاقب کیا تھا کہاں ہے۔؟"

"مجھے نہیں پتہ۔"

"تم بیکار وقت ضائع کر رہے ہو۔" بدصورت عورت جھنجھلا کر بولی۔ "اسے لے جاؤ اور کسی دوسری جگہ ٹھکانے لگاؤ یہاں شور نہیں ہونا چاہیے۔"

"ٹھیک ہے۔" اس نے کہا پھر ریوالور سے اشارہ کرتے ہوئے بولا۔ "چپ چاپ اٹھو۔

نیچے چلو کوئی حرکت کرنے کی کوشش مت کرنا۔ ورنہ بھری پری شاہراہ پر بھی میں تم کو گولی مار سکتا ہوں سمجھے۔؟"

"سمجھ گیا۔" خاور نے کہا۔ "تم لگتے بھی ایسے ہی ہو۔"

"چلو۔" وہ غرا کر بولا پھر اس نے ریوالور جیب میں رکھا اور جیب میں سے نال اس کی پسلی سے ٹکا دی۔ خاور کو اس کے حکم پر عمل کرنا ہی پڑا تھا۔ ویسے وہ موقعے کی تلاش میں تھا زینوں تک اسے کوئی موقع نہیں ملا۔

وہ بے حد چالاک اور ہوشیار تھا ریوالور کی نال اس کی کمر سے لگی رہی۔

"نیچے گاڑی کھڑی ہے اس میں بیٹھ جانا۔" اس نے ہدایت دی۔

"مجھے گاڑی چلانی نہیں آتی۔" خاور نے کہا۔

"ریوالور کی ایک گولی گاڑی چلانا سکھا دے گی۔"

"ضرور مار دو گولی۔" خاور نے کہا اور اچانک آخری سیڑھی سے اترتے ہی وہ گھوما اس کا ایک ہاتھ مونچھ والے کی اس جیب پر پڑا جس میں اس نے ریوالور رکھا ہوا تھا اور دوسرا ہاتھ اس کے منہ پر پڑا۔

وہ لڑکھڑا کر زینے کی روک سے ٹکرایا اور گر پڑا اٹھتے ہوئے اس نے ریوالور نکال لیا تھا مگر خاور کی ٹانگ چلی اور ریوالور اس کے ہاتھ سے نکل کر داہنی جانب لگے ہوئے الیکٹرک میٹر سے جا ٹکرایا تھا۔

دوسری ضرب اس کے جبڑے پر پڑی اور پھر وہ زینوں پر ڈھیر ہو گیا مگر اس مرتبہ اس کی لات خاور کے پیٹ پر پڑی تھی خاور دوسری جانب الٹ گیا۔ وہ تیر کی طرح سے خاور پر آیا تھا خاور نے دونوں ٹانگوں پر اسے روکا اور دوسری جانب اچھال دیا وہ زینوں کی روک سے ہوتا

ہوا دیوار سے جا ٹکرایا۔

اس نے گرتے ہی اپنے ہاتھ سے نکل جانے والے ریوالور کو اٹھایا تھا مگر اسی وقت قریب پڑا ہوا لکڑی کا ٹکڑا گولی کی طرح خاور کے ہاتھ سے نکلا اور ریوالور والے کے ہاتھ پر پڑا۔ اس کے منہ سے کراہ نکل گئی۔

ریوالور پھر اس کے ہاتھ سے نکل گیا تھا جبکہ وہ اٹھتا خاور اس کے پاس پہنچ چکا تھا اس نے دونوں ہاتھ اس کی گردن پہ مارا اور وہ زمین بوس ہو گیا مگر اس بار مونچھوں والے نے گرتے ہی خاور کی دونوں ٹانگیں پکڑ کر کھینچ لی تھیں۔

وہ کمر کے بل گرا اس کا سر آخری سیڑھی سے ٹکرایا تھا ایک لمحے کیلئے اس کی آنکھوں کے نیچے اندھیرا اتر آیا۔

نیلے پیلے دائرے رقص کرنے لگے۔ سورج سا آنکھوں کے سامنے اترا اسے سنبھلنے میں چند سیکنڈ لگے تھے مگر مونچھوں والے کیلئے اتنا وقت بہت تھا وہ اس کے اوپر سے چھلانگ لگا کر باہر کی جانب دوڑتا چلا گیا۔

جب تک خاور اٹھا وہ بلڈنگ سے نکل چکا تھا۔ خاور بھی اس کے پیچھے جھپٹا تھا۔ ذہن پوری طرح قابو میں نہیں آیا تھا سر کے پچھلے حصے میں دھمک سی محسوس ہو رہی تھی جیسے کوئی ہتھوڑے سے مار رہا ہو جب وہ بلڈنگ کے گیٹ پر پہنچا تو مونچھوں والا ایک گاڑی میں بیٹھ چکا تھا اس کے دیکھتے ہی دیکھتے گاڑی حرکت میں آئی اور دوڑتی چلی گئی۔

خاور نے خود کو سنبھالتے ہوئے تنویر کی تلاش میں نگاہ دوڑائی وہ اسے نظر نہیں آیا تھا پتہ نہیں کہاں چلا گیا تھا۔

خاور نے سنبھل کر لباس جھاڑا ٹائی درست کی بالوں کو انگلیوں کے کنگھے سے سنوارا

اور باہر نکل آیا ٹھیک اسی لمحے تنویر اسے سامنے سڑک پار کر کے آتا نظر آیا تھا۔ وہ بلڈنگ سے آگے قریب آ کر رک گیا۔

"کیوں۔ کیا ہوا تمہیں۔؟" خاور کو دیکھتے ہی تنویر نے پوچھا تھا۔

"وہ نکل گیا۔" خاور نے بتایا۔

"کون کس کی بات کر رہے ہو۔؟"

"اسی شخص کا جس نے سوسائٹی کے بنگلے نمبر تیرہ تک تعاقب کیا تھا اور جس کے تعاقب میں بنگلہ تیرہ سے ہم یہاں تک آئے تھے۔"

"مگر کیسے۔؟"

"میں ان کے بارے میں معلومات حاصل کر رہا تھا۔" خاور نے کہا اور ساری روداد دوہراتا چلا گیا اس کے خاموش ہونے پر تنویر بولا۔

"اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ وہی تمہارے انکل کا قاتل ہے۔؟"

"ایسا ہی لگتا ہے۔"

"پھر تو اسے نکلنے کا موقع دے کر تم نے غلطی کی ہے۔"

"مجھے امید نہیں تھی تنویر کہ وہ کمبخت مجھے شناخت کر لے گا۔"

"اگر وہ تمہیں شناخت نہ کرتا ہوتا تو رات کو تمہارے تعاقب میں اس کے آدمی نہ لگتے جانے صفدر کس حال میں ہوگا۔؟"

تنویر نے کہا۔

"وہ خیریت ہی سے ہوگا۔" خاور نے کہا۔ "تم کہاں لگے تھے ابھی۔؟"

"انسپکٹر کو رپورٹ دینے کیوں۔؟"

"اگر تم یہاں موجود ہوتے تو وہ نکل کر نہیں جا سکتا تھا خیر آؤ چلو میں بھی ایکسٹو کو رپورٹ دے دوں۔" خاور نے کہا۔ اور وہ دونوں سامنے نظر آنے والے ایک کیفے کی جانب بڑھ گئے۔!

عمران سنبھل کر بیٹھ گیا وہ اسی کی جانب آ رہا تھا۔ پھر وہ عمران کے قریب آ کر کھڑا ہو گیا وہ تیز نگاہوں سے عمران کو گھور رہا تھا۔ عمران نے اسے صرف ایک نظر دیکھا تھا پھر اس طرح لاتعلق ہو گیا جیسے اس کی موجودگی سے ہی لاعلم ہو۔

"تم یہاں کیوں آئے ہو۔؟" وہ سانپ کی طرح پھنکارا تھا۔

"اپنی سونیا کے لئے۔" عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"سونیا کے لئے۔؟" وہ قہر آلود لہجے میں بولا۔

"ہاں سونیا کے لئے۔" عمران نے کہا۔ "مگر پتہ چلا اسے کسی نے قتل کر دیا ہے۔"

"تمہیں صحیح اطلاع ملی ہے۔" وہ غرایا۔

"اس کا قاتل کون ہے مجھے بتاؤ۔" عمران مٹھیاں بھینچتے ہوئے بولا۔ "میں اس کا خون پی جاؤں گا۔ ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گا اس کے۔"

"پولیس اس کی تلاش میں ہے۔" وہ غرایا۔

"پولیس کیا کرے گی۔" عمران جھلا کر بولا۔

"تو تم کچھ کرنے آئے ہو یہاں۔؟" وہ اسی غراہٹ بھرے لہجے میں بولا۔

"میں سونیا سے ملنے آیا تھا۔" عمران نے کہا مگر وہ ناصر کے اس جملے سے چونک سا گیا تھا اس کے جملوں سے شناسائی کی بو آ رہی تھی لگتا تھا ناصر اسے پہچانتا ہے ورنہ آتے ہی یہ نہ کہتا کہ تم یہاں کیوں آئے ہو۔"

"مسٹر عمران مجھے بہلانے کی ضرورت نہیں۔" ناصر نے غرا کر اس کے خیال کی تصدیق کرتے ہوئے کہا۔ "میں تمہارے بارے میں بہت کچھ جانتا ہوں۔"

"اچھا۔" عمران نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔ "بتاؤ تو بھلا کیا جانتے ہو۔؟"

"میں صرف تمہارے یہاں آنے کا مقصد جاننا چاہتا ہوں۔" وہ سرد لہجے میں بولا۔ ان کا جملہ اس نے نظر انداز کر دیا تھا۔

"تم کیا سمجھتے ہو میں یہاں کیوں آیا ہوں۔؟" عمران نے کہا۔

"شاید یہ سوچ کر آئے ہو کہ ان دونوں کا قاتل میں ہوں۔؟"

"کیا نہیں ہو۔؟" عمران نے سرد لہجے میں کہا اچانک ہی اس کے چہرے کے تاثرات بدل گئے تھے۔ حماقتوں کی تصویر والی تہہ غائب ہو گئی تھی۔

"نہیں۔" وہ ایک جھٹکے سے اس کے سامنے دوسری کرسی پر بیٹھتا ہوا بولا۔ "تمہیں کس نے کہا کہ میں قاتل ہوں۔؟"

"حالات نے۔" عمران نے کہا۔ "جب وہ دونوں قتل ہوئے تو تم کہاں پر تھے۔؟"

"ایک کام سے گیا ہوا تھا۔؟"

"اور یقیناً اس کام کے سلسلے میں ایسے گواہ بھی ہوں گے جو وقت پڑنے پر تمہاری موافقت میں گواہی دے سکیں۔"

"جانتے تم کیا کہہ رہے ہو۔" وہ غرایا۔ "میرا اس معاملے سے کوئی تعلق نہیں ہے میں جب یہاں آیا ہوں تو پولیس لاشیں لے جا چکی تھی۔"

"اس کے باوجود بار کھلا ہے۔؟"

"بار بند کر کے میں کاروبار کی ساکھ تباہ نہیں کرنا چاہتا۔"

"تم اس کے پارٹنر ہو۔؟"

"ہاں۔" ناصر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اور نعیم کیسے گیا۔؟" عمران نے پوچھا اور اس کے چہرے پر ایک رنگ سا آ کر چلا گیا۔

"نعیم کون۔؟" اس نے پوچھا مگر لہجے کا کھوکھلا پن بتا رہا تھا کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے عمران نے چند لمحے اسے گھورا پھر بولا۔

"سنو، ناصر میں تمہاری رگ رگ سے واقف ہوں۔"

"میں کہہ چکا ہوں کہ سونیا اور رتنا ور کے قتل سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے۔" ناصر نے خونخوار لہجے میں کہا۔ "وہ میرے پارٹنر تھے میں انہیں کیوں قتل کرتا۔؟"

"راز افشاں ہونے کے ڈر سے۔"

"کیسا راز مسٹر عمران۔؟"

"گزشتہ رات تم اور رتنا ور کیا کرتے پھر رہے تھے۔؟"

"ہم دونوں یہاں بار میں موجود تھے۔ کسی سے بھی اس کی تصدیق کر سکتے ہو۔"

"میں جانتا ہوں۔" عمران نے کہا۔ "یہاں کا اسٹاف وہی کہے گا جو تم ان سے کہلوانا چاہتے ہو۔"

"سونیا اور قادر زندہ ہوتے تو ان سے بھی تصدیق کر دیتا۔"

"جانتے ہو قاتل نے ان دونوں پر کب وار کیا تھا۔؟"

"مجھے کیا پتہ۔؟" ناصر نے انجان پن کا مظاہرہ کیا۔ "بس تو جب واپس آیا تو پتہ چلا تھا کہ کیپٹن فیاض سے معلومات کر رہا تھا اسی دوران وہ قتل کر دیئے گئے اور قاتل کمرے کا دروازہ بند کر کے بھاگ گیا۔"

"اتنے قریب سونیا کا کمرہ ہے کہ ایک ذرا سی آواز یہاں تک سنائی دے سکتی ہے تو کیا فائر کی آواز کسی نے نہیں سنی تھی۔"

"حیرت کی بات ہے۔" ناصر نے انتہائی معصومیت سے کہا۔ "بار میں شاید رش کے سبب فائر کی آواز نہیں سنی گئی۔"

"حالانکہ اس کا رابطہ ہر وقت سونیا سے رہتا تھا۔" عمران اس کی آنکھوں میں جھانکتا ہوا بولا "جب اس سے کوئی ملنے کمرے کی طرف جاتا تھا تو وہ پہلے ہی اس کی اطلاع سونیا کو دے دیتا تھا۔"

"آواز پر اس نے بھی نہیں سنی تھی۔" ناصر نے کہا۔ "اس کا بیان کیپٹن فیاض نے لے لیا ہے اور دوسرے ویٹروں کا بھی۔"

"یہی چیز ظاہر کرتی ہے کہ قاتل کوئی جانا پہچانا آدمی ہے۔"

"کیا مطلب۔؟" ناصر چونکا تھا۔

"مطلب یہ کہ قاتل ایک ایسا شخص ہے جو بار کے اسٹاف کے لئے انجانا نہیں ہے اور یا شریک ہے۔ اسی لئے سب کی زبان بندی کر رکھی ہے تاکہ پولیس پر اس کی شخصیت آشکار نہ ہو۔"

"مگر مجھے ان دونوں کے قتل سے کیا فائدہ ہوگا۔؟"

"پہلا فائدہ تو یہی ہوگا کہ گزشتہ رات ویگن کے ذریعے فاجر کے اغوا کا راز افشاں نہ ہو

جہاں وہ نکلتا تھا بیٹی کو شراب میں تھرڈ ڈگری ان دونوں کو سب کچھ اگلنے پر مجبور کر دیتی۔"

"کیسا اغوا۔؟" ناصر نے کہا۔ "میں سمجھا نہیں۔"

"انجان مت بنو ناصر۔" عمران غرایا۔ "ویگن میں سے تمہاری انگلیوں کے نشانات مل چکے ہیں اور قادر کے بھی اسی لئے ان کو ٹھکانے لگا دیا گیا ہے اور اگر تم حقیقتاً قاتل نہیں ہو تو اب تمہارا نمبر ہے۔"

"تم مجھے خوفزدہ نہیں کر سکتے۔"

"اگر تم قاتل ہو تو تم کو خوفزدہ ہونے کی ضرورت بھی نہیں ہے۔"

"میں کہہ چکا ہوں کہ دونوں کے قتل سے میرا دور کا بھی واسطہ نہیں۔" ناصر نے غصیلے لہجے میں کہا۔ "میں جائے واردات سے غیر حاضر تھا۔"

"پھر زاہد کے معاملات میں کس حد تک ملوث ہو۔؟"

"میں نہیں جانتا کہ تم کس زاہد کی بات کر رہے ہو۔؟" ناصر نے کہا۔

"اسی کی جسے گزشتہ رات چوری کی ایک ویگن میں کہیں اغوا کر کے لیجایا گیا ہے اس کے ساتھ ایک آدمی اور بھی تھا اور اغوا کرنے والے تم اور قادر تھے۔"

"اوہ سمجھا۔" ناصر نے کہا۔ "تم اس ویگن کی بات کر رہے ہو جسے میں نے اور قادر نے ایک کام کیلئے چوری کیا تھا۔"

"ہاں اور وہ کام دو یا دو سے زائد افراد کا قتل تھا۔"

"تو اس وجہ سے قتل کا شبہ مجھ پر کیا جا رہا ہے۔؟" ناصر نے کہا۔ "ویگن ہم نے چوری ضرور کی تھی مگر اس میں کسی کو اغوا نہیں کیا تھا۔"

"پھر چوری کا مطلب۔؟"

"تم جانتے ہو کہ لوگ آجکل اسمگل شدہ شراب مانگتے ہیں اور انگلش شراب بہت کم برآمد ہوتی ہے اس لئے اسمگلنگ کا مال خریدنا پڑتا ہے گزشتہ رات ویگن شراب کا اسٹاک ایک جگہ سے لانے کے لئے چوری کی گئی تھی۔"

"اور شراب کی جگہ آدمیوں کے اغوا اور قتل کے لئے استعمال کی گئی؟"

"نہیں۔ ہم نے دو بجے رات کو مال بار میں پہنچایا تھا پھر قادر ویگن کو چھوڑ کر آ گیا تھا۔"

"جبکہ ایک بجے سے پہلے تم دونوں اس ویگن میں موجود تھے اور تم نے ایک سپاہی کو گولی مار کر زخمی کر دیا تھا۔"

"یہ تہمت ہوگی۔" ناصر نے چونک کر کہا۔

"تم اپنی گردن نہیں بچا سکو گے ناصر۔" عمران نے کہا۔ "بہتر ہے کہ کھل جاؤ اور یہ بتا دو کہ تم نے یہ سب کس کے اشارے پر کیا ہے؟"

"اب غلط فہمی کا میرے پاس کوئی علاج نہیں ہے۔"

"کیا تم فیاض کے سامنے یہ سب کچھ دہرا سکو گے؟"

"بالکل میں تو خود اس سے ملنے کے لئے تیار ہوں۔"

"تو پھر تمہارے بیانات آفیسر ہی لے گا۔"

"میں آج ہی اپنے وکیل کے ساتھ فیاض کے پاس جاؤں گا۔" ناصر نے معنی خیز مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔ "میں اپنی صفائی میں اسے ساری باتیں بتا دوں گا کیونکہ شراب کی اسمگلنگ قتل سے کہیں کم اور معمولی جرم ہے۔"

"گویا تم نے اپنی ضمانت قبل از گرفتاری کرا لی ہے۔" عمران نے وکیل کا سن کر معاملے کی تہہ تک پہنچتے ہوئے کہا۔

"مجبوری تھی۔" ناصر نے کہا۔

"پھر تمہارا تھانے جانا بیکار ہے۔" عمران نے کہا۔ "فیاض کا انتظار کرو وہ جلد ہی تمہارے پاس پہنچ جائے گا۔"

"جیسے تمہاری مرضی۔" ناصر نے کہا انداز ایسا تھا جیسے بات ختم کرنے کا اعلان کر رہا ہو۔

عمران نے بھی کچھ نہیں کہا۔

"تمہارے لئے کافی منگاؤں۔" ناصر نے بیئر کی بوتل دیکھتے ہوئے کہا۔ "مجھے علم ہے کہ تم شراب نہیں پیتے۔"

"شکریہ۔" عمران نے کہا۔ "میرے لئے ٹھنڈا پانی ہی کافی ہے۔"

"بیئر کا بل نہیں آئے گا۔" ناصر نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"میں نے بوتل ابھی کھولی ہی نہیں ہے اسے واپس منگا لو۔" عمران نے ناصر کو گھورتے ہوئے کہا اور وہ جاتے جاتے رک گیا چند لمحے دونوں ایک دوسرے کو گھورتے رہے پھر ناصر ہی بولا تھا۔ "آخر تم کیا چاہتے ہو مسٹر عمران؟"

"یہی کہ قمر الزماں کے قاتل پکڑے جائیں۔" عمران غرایا۔ "اگر تم اور اس کے دوسرے ساتھی اس کے قتل میں شامل نہیں ہو تو قانون کا ساتھ دو۔ قانون کو اس طرح تمہارا پچھلا ریکارڈ بھلایا جا سکتا ہے۔"

"میں قاتل نہیں ہوں۔" وہ ایک ایک لفظ پر زور دے کر بولا۔

"حالات اور شواہد تمہیں ہی قاتل ظاہر کر رہے ہیں۔" عمران نے کہا۔ "اور تم نعیم اور اس کے پارٹنر کی گردن بچانے کے لئے اپنی گردن پھنسوا رہے ہو۔"

"کیا؟" وہ ایک جھٹکے سے کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولا۔ اس کے چہرے پر کئی رنگ آ کر چلے گئے تھے۔

چند سیکنڈ بعد وہ بولا۔ نعیم اور اس کے پارٹنر کا اس معاملے سے کیا تعلق ہے مسٹر عمران۔؟

یہ تم اس بات سے انکار کر دو گے کہ آج کل تم لوگ نعیم اور احمد کے پارٹنر کے لئے کام کر رہے تھے۔۔

عمران نے غرا کر پوچھا لیکن وہ اس صورتحال سے بے خبر نہیں تھا اس نے دیکھ لیا تھا کہ بار کے ویٹروں نے ایک ایک کر کے سب گاہکوں کو وہاں سے نکال دیا تھا اور ہال کا دروازہ بند کر دیا تھا۔

اب وہاں یا تو عمران اور ناصر تھے یا پھر ویٹر جو ہال میں اس طرح پھیل گئے تھے کہ ہر طرف سے عمران کو نشانہ بنا سکیں۔

نہیں۔۔ ناصر نے کہا۔ نعیم سے ہمارا کوئی اور کسی قسم کا تعلق نہیں رہا ہے۔۔

پھر۔؟ عمران غرایا۔ زاہد کی تمہارے سے کیا دشمنی تھی جو اسے قتل کر دیا گیا۔۔

مسٹر عمران اب آپ حد سے بڑھ رہے ہیں۔۔ ناصر غرایا۔ آپ نہیں جانتے کہ آپ اس وقت کس پوزیشن میں ہیں۔۔

جانتا ہوں۔۔ عمران کا لہجہ حد درجہ سفاک تھا۔ تمہیں شاید علم نہیں کہ میری کھوپڑی کے عقب میں بھی آنکھیں ہیں۔ میں نے سو تیا بار کے غنڈوں کو ہال کے دروازے۔۔ بند کرتے دیکھا ہے۔ اور کیا بتانا چاہتے ہو مجھے۔؟

یہی کہ اب تمہارا یہاں سے واپس جانا مشکل ہو سکتا ہے۔۔ ناصر نے سرد لہجے میں کہا۔ بشرطیکہ تم اس خیال کو دل سے نکال دو کہ میں نے قتل کیا ہے۔۔

ان ہتھکنڈوں سے تم میرے اس خیال کو تقویت پہنچا رہے ہو کہ تم ہی اصل قاتل ہو اور تاور کے ساتھ مل کر تم نے ہی ان بیچاروں کو ٹرک سے کچل کر اسے حادثہ کا رنگ دینے کی کوشش کی ہے اور وہ تم ہی ہو جس نے زاہد اور اس کے ساتھی کو قتل کر کے ان کی لاشیں کہیں دفنا دی ہیں۔۔

ان باتوں کا کوئی ثبوت ہے تمہارے پاس مسٹر عمران۔؟ ناصر نے پوچھا اس کا لہجہ ایسا ہی تھا کہ

اگر عمران کی جگہ کوئی اور دوسرا ہوتا تو وہ شاید بے ہوش ہی ہو جاتا۔ انتہائی سرد سفاک اور خونخواری سے بھرپور۔!

ہاں ثبوت ہے یہ لو۔۔ یہ کہنے کے ساتھ ہی عمران کے دونوں ہاتھ بجلی کی تیزی سے آگے بڑھے سیدھا ہاتھ ناصر کی اس جیب میں گیا تھا جس میں اسے ریوالور موجود ہونے کا شبہ ہوا تھا اور الٹا ہاتھ ناصر کے منہ پر پڑا تھا۔

وہ کرسی سمیت الٹ گیا۔ ساتھ ہی عمران کا ہاتھ بھی باہر نکل آیا اس کی مٹھی میں سائلنسر لگا ریوالور دبا ہوا تھا۔ اس نے بجلی کی سی تیزی سے ریوالور کا رخ دائیں جانب کیا اور ٹریگر دبا دیا۔ یکے بعد دیگرے اس نے بڑی تیزی سے تین فائر کئے تھے۔ تین چیخیں ہال میں گونجی تھیں اور تینوں ویٹر اپنے بازو پکڑے کراہتے رہ گئے تھے۔ ان تینوں نے ریوالور نکالنے کی کوشش کی تھی۔

اب عمران کا انداز ایسا تھا کہ ہال کا ہر شخص ہر طرح سے جانتے ہوئے بھی ساکت تھے۔ ویسے سائلنسر لگے ریوالور کو دیکھ کر اس کا دل باغ باغ ہو گیا تھا وہ بھی نہیں چاہتا تھا کہ یہاں ایسا ہنگامہ ہو جس کی آواز سڑک تک جائے اور پولیس آ موجود ہو۔

یہ تو ناصر کی بد قسمتی تھی جو وہ عمران کو دیکھ کر سامنے آ گیا تھا۔ اس نے سوچا ہوگا کہ عمران پولیس کا آدمی تو ہے نہیں صرف انفارمر ہے لہٰذا اس سے دو دو ہاتھ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے ممکن ہے اس طرح وہ کیپٹن فیاض کا شبہ دور کرنا چاہتا ہو یا رشوت کا چکر چلانا چاہتا ہو کیونکہ عمران نے کئی مرتبہ محسوس کیا تھا کہ جیسے ناصر یہ سننا چاہتا ہے کہ عمران کسی رقم کا تقاضا کرے۔ مگر وہ عمران ہی کیا جو لوگوں کی توقع پر پورا اترے۔

وہ تو وہی کچھ کرتا تھا جو دوسروں کے لئے غیر متوقع ہوتا تھا اس وقت بھی اس نے یہی حرکت کی تھی۔ اس کی جگہ کوئی دوسرا ہوتا تو وہ اس طرح بگڑ جانے کی حماقت ہرگز نہیں کرتا۔ یہاں سے

نکلنے کی کوشش کرتا۔

مگر وہ عمران ہی کیا جو ایسے خطرات مول نہ لے۔ اسے احمق اسی لئے تو کہا جاتا تھا۔ ناصر کو اٹھنے میں کچھ دیر لگی تھی کیونکہ اٹھتے وقت کرسی الٹ گئی تھی اور وہ ناصر کی ٹانگوں میں پھنس گئی تھی جیسے ہی وہ سنبھل کر اٹھا عمران کا دوسرا گھونسا اس کے منہ پر پڑا۔

وہ ابھی کھڑا ہی ہوا تھا کہ اس کے سر پر ریوالور کا دستہ پڑا اور وہ چکرا گیا مگر یہ سب اس تیزی سے عمران نے کیا تھا کہ کسی کو ریوالور نکالنے کا موقعہ ہی نہ مل سکا حالانکہ تین زخمیوں کے علاوہ وہ پانچ ویٹر اور بھی ہال میں موجود تھے۔

عمران نے اس کی پنڈلی پر بوٹ کی ٹھوکر لگائی اور وہ ایک ٹانگ پکڑ کر ناچنے لگا۔ تکلیف کی شدت سے اس کی کراہیں نکل رہی تھیں دفعتاً وہ تن کر کھڑا ہو گیا اس کی آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے اور نتھنے اس طرح کھل بند ہو رہے تھے جیسے وہ اس کے نتھنے نہ ہوں کسی مشین کے شکنجے ہوں۔!

"زندہ نہیں چھوڑوں گا عمران۔" وہ قہر آلود لہجے میں بولا۔

"میں زندہ رہنا ہی کب چاہتا ہوں۔" عمران نے دیدے نچاتے ہوئے کہا۔ "میں تو اسی دن مر گیا تھا جس دن سونیا ڈارلنگ کو دیکھا تھا۔"

"اب میں تم کو بھی وہیں پہنچا دوں گا۔"

"آہا..." عمران نے ہاتھ نچا کر کہا یہ اور بات ہے کہ وہ ہاتھ ناصر کے گال پر پڑا ہوا اس کا چہرہ گھوم گیا عمران کہہ رہا تھا۔ "میری محبت اب ایسی طوفانی بھی نہیں ہے پیارے کہ سونیا کے پیچھے جہنم کے دروازے سے ملاقات کر لے جاؤں۔"

"بکو..." ناصر نے کہا اور اچانک عمران کے پیٹ پر ٹھوکر رسید کر دی۔ عمران تو ایسے موقعوں

پر ہزار آنکھیں رکھتا ہے۔

وہ ایک طرف ہٹا اور الٹے ہاتھ سے اس کی دوسری ٹانگ پکڑ کر اوپر اٹھا دی جس سے اس نے ضرب لگانے کی کوشش کی تھی۔

ناصر کے پیر اکھڑ گئے اور وہ میز سے ٹکرا کر اسے ساتھ لیتا ہوا پھر فرش پر جا رہا اس کے ساتھ ہی عمران کے ریوالور سے چیخ کر گولی نکلی اور ایک ویٹر ہائے... کہہ کر چلانے لگا اس کی تو شاید ہڈی ہی ٹوٹ گئی تھی وہ گرا اور شاید بے ہوش ہو گیا۔

عمران نے اب اسے ٹھوکروں پر رکھ لیا تھا۔ ہر ٹھوکر پر ناصر کے حلق سے کراہیں نکل رہی تھیں چند لمحے بعد وہ بے حس و حرکت ہو گیا۔

"چلو اس طرف آ جاؤ۔" عمران ریوالور سے ان کو اشارہ کرتا ہوا بولا۔ اور وہ سب سمٹ کر دیوار کے پاس پہنچ گئے۔

"ٹھیک ہے دیوار کی طرف منہ کر لو اور ہاتھ سر سے بلند کر کے دیوار پر رکھ لو۔" عمران نے سرد لہجے میں کہا۔ "ذرا بھی کسی نے گڑبڑ کی تو اس بار رعایت نہیں کروں گا۔ گولی اس کی کھوپڑی توڑ دے گی سمجھے...!"

ان لوگوں نے بلا چون و چرا اس کے حکم کی تعمیل کی تھی بار ٹینڈر بھی ان کے ساتھ ہی شامل ہو گیا تھا۔ عمران کاؤنٹر کے پیچھے گیا اور فون اٹھا کر اس کاؤنٹر پر رکھا اور نمبر ڈائل کرنے لگا جیسے ہی رابطہ قائم ہوا وہ سرگوشی کرنے والے لہجے میں بولا۔

"ایکسٹو..."

"یس سر..."

دوسری جانب سے جولیا کی آواز آئی۔

"مجھے امید تھی کہ تم گھر پر ہی ملو گی۔"

"سر میں ابھی پہنچی ہوں۔" جولیا نے کہا۔ اس کی آواز سے محسوس ہوتا تھا کہ وہ رو رہی ہے۔!

"کیا بات ہے جولی۔؟" عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں پوچھا۔ "طبیعت تو ٹھیک ہے نا تمہاری۔؟"

"جی ہاں۔" جولیا کی روہانسی آواز آئی۔ "وہ عمران ہے۔؟"

"ہاں کیا ہوا ہے۔؟"

عمران نے اس کے خاموش ہوتے ہی پوچھا۔

"اس نے آج مجھے بہت ذلیل کیا ہے جناب۔"

"تمہارا اشارہ اس کے رویے کی جانب ہے۔" عمران نے پوچھا۔ "یا اس نے کوئی اور حرکت بھی کی ہے۔"

"بس ویسے ہی۔" جولیا کی بھرائی ہوئی آواز آئی۔ "اس نے مجھے ایک کال گرل کے روپ میں نعیم کے سامنے پیش کیا تھا۔"

"کیا فرق پڑا جولی۔؟"

"میری عزت نفس کو ٹھیس پہنچی ہے جناب۔"

جولیا نے کہا۔ "اب میں جہاں بھی اسے نظر آؤں گی وہ کال گرل سمجھ کر ویسا ہی سلوک کرے گا۔"

"تمہارا اشارہ نعیم کی جانب ہے۔؟"

"جی ہاں۔"

"جب وہ منظر عام پر رہے گا ہی نہیں تو تمہاری سبکی کیسے ہو گی جولی۔" عمران نے نرم لہجے میں کہا۔ "اس کے علاوہ اس نے یا تم نے جو کچھ کیا ہے وہ ملک اور قوم کے لئے کیا ہے ورنہ بہت سے لوگ تو اپنی عزت معمولی سے مفاد کی خاطر گنوا دیتے ہیں۔"

"کیا حکم ہے جناب۔"

"اس وقت کون کون خالی ہے۔؟"

"کئی ممبر خالی ہیں جناب۔ تنویر، چوہان وغیرہ۔"

"ٹھیک ہے ان دونوں سے کہو کہ تیار ہو کر سونیا بار چلے آئیں۔"

"سونیا بار۔؟"

جولیا نے دوہرایا۔ "وہی جو ریکسن اسٹریٹ سے تیسری اسٹریٹ پر ہے۔"

"ہاں وہی۔"

"وہاں انہیں کیا کرنا ہے جناب۔؟"

جولیا نے پوچھا۔

"عمران نے وہاں ناصر کو مار مار کر بے ہوش کر دیا ہے۔" عمران نے کہا۔ "اور اس کے کئی ساتھی زخمی ہیں ان دونوں کو ناصر کو وہاں سے نکال لانا ہے۔"

"اور عمران جناب عالی۔؟"

"عمران کو بچا ورنہ شاید وہ مشکل میں پڑ جاتے۔" عمران نے ایکسٹو کی حیثیت سے کہا۔ "اس کے ریوالور میں اب صرف دو گولیاں رہ گئی ہیں۔"

"آپ وہاں موجود ہیں جناب۔"

جولیا نے اشتیاق سے پوچھا۔

تھا اب نہیں ہوں ورنہ تمہیں فون کیسے کرتا۔" عمران نے کہا اور رابطہ منقطع کر دیا۔

فون کرنے کے دوران بھی وہ ہر ایک پر نظر رکھے ہوئے تھا اس کی ذرا سی غفلت اسے زندگی سے محروم کر سکتی تھی۔

صفدر چونک پڑا۔ اس نے ایک آدمی کو بڑی تیزی سے زینوں کی طرف بڑھتے دیکھا تھا۔ اس کا حلیہ ایسا ہی تھا جیسے وہ مٹی میں لوٹ کر آیا ہو۔ لباس پر مٹی کے ساتھ ہی تنکے وغیرہ بھی لگے ہوئے تھے۔ اس کا منہ سوجا ہوا تھا اور آنکھ کے پاس نیل پڑ گیا تھا ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے وہ کسی سے بھڑ گیا ہو۔

صفدر اس وقت تک اسے دیکھتا رہا جب تک وہ بلڈنگ میں داخل نہ ہو گیا۔ وہ یہاں کیپٹن اور روزی کی نگرانی کر رہا تھا وہ اسی بلڈنگ کے فلیٹ نمبر چھتیس میں مقیم تھیں وہ کل رات سے یہاں تھا۔

اور اگر آس پاس دو کافی شاپ اور بیکری نہ ہوتی تو اس کا تنہا یہاں نگرانی کرنا مشکل ہو جاتا اب بھی وہ بیکری سے پیٹیز کھا کر نکلا تھا۔ اس دوران بھی وہ بلڈنگ کے دروازے کی نگرانی نہیں بھولا تھا اور اس بات کا اس نے پہلے ہی اطمینان کر لیا تھا کہ بلڈنگ کا کوئی اور دروازہ

پہنچا ہے۔

صفدر اتنی لمبی لمبی ڈگ بھرتا ہوا بلڈنگ میں داخل ہو گیا۔ وہ آدمی اب اسے زینوں کے آخری سرے پر نظر آیا تھا پھر وہ مڑ گیا۔ صفدر نے بڑی سرعت سے زینے طے کئے تھے۔ جلد ہی وہ بھی پہلی منزل پر تھا۔

اسی منزل پر کرینا اور روزی کا فلیٹ تھا وہ کسی طرف دیکھے بغیر روزی کے فلیٹ کے سامنے جا کر رک گیا پھر دستک کی آواز صفدر نے بھی سنی تھی پھر شاید روزی نے ہی کچھ پوچھا تھا جس کے جواب میں "میں ہوں" کی آواز صفدر کے کانوں تک پہنچی تھی گویا یہ شخص ان دونوں کے لئے انجان نہیں تھا۔

دروازہ کھلا اور وہ اندر پہنچ گیا۔ صفدر اپنی جگہ سے نکلا اسے معلوم تھا کہ اس وقت فلیٹوں کے مکین کھانا پکانے یا کھانے میں مصروف ہوں گے۔ وہ بے خبری سے فلیٹ کے سامنے پہنچ کر رک گیا اور اس نے آنکھ کی ہول پر لگا دی اس کے لئے اسے نیچے بیٹھنا پڑا تھا۔ اندر وہ آدمی ایک صوفے پر بیٹھا ہوا تھا اور کرینا اسے شراب کا گلاس تھما رہی تھی گلاس میں سے اس کی سنہری رنگت صاف نظر آ رہی تھی۔

اس نے آنکھ ہٹا کر کان کی ہول سے لگا دیا اس طرح وہ ان کی گفتگو بھی سن سکتا تھا اور باہر کا جائزہ بھی لے سکتا تھا۔ اندر کرینا کہہ رہی تھی۔

"یہ کیا حالت بنا رکھی ہے مسٹر راجندر۔"

"معاملات بگڑ گئے ہیں کرینا۔"

"وہ کیسے۔؟ روزی نے پوچھا تھا۔

"وہ لوگ جوزفین کے فلیٹ تک پہنچ گئے ہیں۔"

"پولیس وہاں کیسے پہنچ گئی۔؟ روزی اور کرینا کے منہ سے بیک وقت نکلا تھا۔

"پتہ نہیں۔" راجندر نے کہا۔ "میں وہیں سے آ رہا ہوں۔"

"کیا انھوں نے آپ کو پکڑ لیا تھا۔؟"

"ہاں ایسا ہی سمجھ لو۔" راجندر نے سانسوں پر قابو پانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ وہ مجھ سے بھڑ گیا تھا مجبوراً مجھے اس سے لڑنا پڑا۔

"پھر کیا ہوا۔؟ روزی کے لہجے میں خوف و ہراس تھا۔

"میں اسے بیہوش کر کے نکل آیا ہوں۔"

"اور جوزفین۔؟"

"وہ فلیٹ ہی میں ہے۔"

"اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ پھنس گئی۔؟ روزی نے کہا۔

"نہیں وہ عقلمند ہے اب تک وہ بھی وہاں سے نکل گئی ہوگی۔"

"اگر نکل گئی ہو جب نا۔ روزی نے کہا۔

"کیوں۔؟ راجندر نے پوچھا کیا وہ اتنی ہی بیوقوف لگتی ہے تمہیں کہ سب کچھ دیکھنے کے باوجود وہیں ٹکی رہے گی۔؟

"نہیں اس نے ضرور نکلنے کی کوشش کی ہوگی مگر تم اسے کیوں بھول جاتے ہو جسے وہاں بیہوش کر کے آئے ہو۔"

"اوہ ہاں۔" روزی کی بات پر راجندر چونک کر بولا۔ اگر وہ بیہوش نہیں ہوا تو جوزفین پھنس سکتی ہے۔"

"آپ کو چاہیے تھا کہ جوزفین کو بھی ساتھ ہی نکال لاتے۔" روزی نے کہا۔ اب اگر وہ پولیس

کے ہتھے چڑھ گئی تو جو کچھ اسے معلوم ہے وہ سب ان لوگوں کے سامنے دہرا دے گی۔"

"جو زینی کو کمزور مت سمجھو روزی۔"

"پولیس کی تھرڈ ڈگری کے سامنے کوئی نہیں ٹک سکتا مسٹر راجندر۔" روزی نے کہا۔ "اچھے اچھے بول جاتے ہیں۔"

"ہم دس منٹ کے بعد سونیا بار فون کر کے معلوم کر لیں گے۔" راجندر نے کہا۔ "اگر وہ وہاں پہنچ گئی ہے تو ٹھیک ورنہ..."

"ورنہ کیا؟" روزی نے پوچھا۔ صفدر کو حیرت تھی کہ زینیا خاموش کیوں ہے اس نے شروع میں جو کچھ کہا تھا اس کے بعد سے اب تک نہیں بولی تھی۔

"ورنہ پھر یہی سمجھا جائے گا کہ وہ پولیس کے ہتھے چڑھ گئی ہے اور پھر..."

"اور پھر اسے بھی ٹھکانے لگوا دو گے کیوں۔؟" روزی کا لہجہ طنزیہ تھا۔

"مجبوراً یہی کرنا پڑے گا۔"

"تم نے اسے سونیا بار جانے کے لئے کہا تھا۔؟"

"نہیں مگر یہ طے تھا کہ خطرے کے وقت وہ سونیا بار ہی جائے گی۔"

"مگر اس کا وہاں جانا بھی ٹھیک نہیں ہے۔"

"وہ کیوں۔؟" راجندر نے پوچھا لہجہ چونکا ہوا سا تھا۔

"وہاں کسی نے سونیا اور قادر کو ہلاک کر دیا ہے۔"

"یہ کب کی خبر ہے۔" راجندر نے تیزی سے پوچھا اب اس کے لہجے میں گھبراہٹ تھی۔

"دو گھنٹے پہلے کی۔"

"کس نے خبر دی تھی۔؟"

"ناصر نے۔" روزی نے بتایا۔ "کیپٹن فیاض دونوں کی لاشیں لے گیا ہے۔"

"پولیس کو فون کس نے کیا تھا۔؟"

"کسی نے بھی نہیں۔"

"پھر وہ وہاں کیسے جا پہنچا۔؟"

"کیپٹن فیاض سونیا سے پوچھ گچھ کر رہا تھا۔" روزی نے بتایا۔ "بات بگڑ گئی اور وہ ان دونوں کو ہیڈ کوارٹر لے جانے کے درپے ہو گیا۔"

"پھر۔؟" راجندر کے لہجے میں بے چینی تھی۔

"بس پھر کسی نے ان دونوں کو گولی مار دی۔"

"کیا ناصر اس وقت وہاں موجود تھا۔؟"

"کہہ نہیں سکتی۔" روزی نے کہا۔ "البتہ اس کا کہنا یہی ہے کہ وہ اس وقت وہاں موجود نہیں تھا جب سونیا اور قادر کا قتل ہوا ہے۔"

"پھر قاتل کون ہو سکتا ہے۔؟" راجندر بڑبڑایا۔

"کوئی ایسا فرد جو یہ نہیں چاہتا تھا کہ وہ پولیس ہیڈ کوارٹر تک پہنچیں۔"

"ایسا فرد میرے اور پیاسٹر کے علاوہ اور کون ہو سکتا ہے۔؟" راجندر نے کہا۔ اس کے لہجے سے صفدر نے اندازہ لگایا کہ وہ کچھ فکر مند ہو گیا ہے چند لمحے فلیٹ میں خاموشی رہی پھر راجندر کی آواز ابھری۔

"ہمارے مہرے ایک ایک کر کے پٹتے جا رہے ہیں۔"

"ہاں۔" روزی نے کہا۔ "اسی لئے میں نے کہا تھا کہ لالچ اچھا نہیں ہوتا اب اس چکر کو ختم کر دو مگر تم نہیں مانے۔"

"اس وقت ان معاملات میں قتل و غارت گری شامل نہیں تھی۔۔ راجندر نے کہا۔ یہی خصوصیت تھا کہ بس چپ چاپ کام کرتے جا رہے تھے۔۔"

"اس کا تجربہ دیکھا کیا ہوا۔؟"

"ہاں خطرات نے ہمیں گھیرے میں لے لیا ہے۔۔"

"اب کیا پروگرام ہے۔؟ روزی کی آواز آئی۔

"میں جوزفین کو فون کروں گا۔۔"

"ادھر میز پر رکھا ہوا ہے کھسکا لو۔۔ کریتا نے کہا۔ پھر صفدر نے نمبر ڈائل کرنے کی آواز سنی تھی۔ تھوڑے سے وقفے کے بعد متواتر راجندر نے نمبر گھمائے تھے۔

"دوسری طرف کوئی نہیں ہے شاید۔۔ یہ روزی کی آواز تھی۔

"فون ریسیو نہ کرنے کا مطلب یہی ہے۔۔ راجندر نے کہا۔

"گویا وہ وہاں سے نکل گئی ہے۔۔ روزی نے کہا۔

"پہلے تو سونیا بار فون کر کے بعد ہی پتہ چلے گا کہ آیا وہ وہاں پہنچ گئی ہے یا پولیس کے ہتھے چڑھ گئی ہے۔۔"

"جوزفین چالاک ہے مسٹر راجندر۔۔ کریتا نے کہا۔ آپ نے جو حالات بتائے ہیں ان کو دیکھنے کے بعد میں یقین سے کہہ سکتی ہوں کہ وہ فوراً ہی وہاں سے نکل گئی ہوگی اور اس نے آپ کی اطلاع کے نتیجے کا انتظار نہیں کیا ہوگا۔۔"

"شاید ایسا ہی ہوا ہو۔۔ روزی نے کہا۔

"میں بھی بار فون کر کے پتہ کروں گا۔۔ راجندر نے کہا۔ جب تک تم بیگ اور بنڈل وغیرہ کر دیتا تم باہر جانے کے لئے تیار ہو جاؤ۔۔"

"اسے کہاں بھیجو گے۔؟"

"اگر جوزفین سونیا بار نہیں پہنچی تو یہ فلیٹ جا کر پتہ کرے گی۔۔"

"پاگل ہوئے ہو۔۔ روزی نے کہا۔ کیا وہاں موجود لوگ جوزفین کی ساتھی کی حیثیت سے اسے شناخت نہیں کر لیں گے۔۔"

"احمق سمجھا ہے تم نے۔۔ راجندر نے غرا کر کہا۔ وہ میک اپ میں جائے گی۔۔"

"چلو پھر فون کر لو۔۔"

"ابھی کچھ دیر لگے گی۔۔ راجندر نے کہا۔ کیونکہ اگر وہ میرے لوٹنے کے دوران وہاں سے نکل گئی ہے تب بھی ابھی وہاں نہیں پہنچی ہوگی۔۔"

"ہونہہ۔۔ روزی کی ہونہہ صفدر نے سنی اور چونک کر سیدھا ہو گیا۔ اس نے زینوں پر آہٹیں سنی تھیں شاید کوئی اوپر آ رہا تھا۔ اس نے جلدی سے جیب سے ایک پاکٹ ڈائری نکالی اور راجندر والے دروازے سے ذرا دور ہٹ کر کھڑا ہو گیا اور ڈائری کو کھول کر دیکھنے لگا انداز ایسا ہی تھا جیسے کسی فلیٹ سے نکلا ہو۔۔

آنے والی دو عورتیں تھیں وہ اس پر اچٹتی سی نظر ڈالتی ہوئی اوپری منزل کے زینے طے کرنے لگیں جیسے ہی وہ نگاہوں سے اوجھل ہوئیں صفدر دوبارہ کی ہول پر جھک گیا ویسے اس کے ذہن میں رہ رہ کر ایک خیال چبھ رہا تھا کہ اگر راجندر باس ہے تو روزی کی کیا حیثیت ہے۔؟ وہ جس انداز میں بات کر رہی ہے وہ برابری کا انداز ہی ہے۔ کیا وہ راجندر کی داشتہ ہے اور اسی حیثیت سے راجندر سے اس طرح گفتگو کر رہی ہے۔؟

یہی سوچتے ہوئے اس نے تمام تر توجہ اندر ہونے والی گفتگو پر لگا دی۔ اسے نمبر ڈائل کرنے کی آواز سنائی دے رہی تھی پھر اس نے راجندر کو ہیلو۔۔۔ ہیلو کرتے سنا تھا۔

"کیا بات ہے۔؟ روزی نے پوچھا تھا۔

"گھنٹی بج رہی ہے کوئی ریسیور نہیں اٹھا رہا۔"

"شاید بار کاؤنٹر پر کوئی موجود نہیں ہوگا۔"

"مگر یہ تو ناممکن بات ہے بار کاؤنٹر پر کوئی موجود نہیں ہوگا تو گاہکوں کو کون ڈیل کرے گا۔؟" راجندر نے کہا۔

"کہیں ایسا تو نہیں کہ کیپٹن فیاض نے بار سیل کرا دیا ہو۔؟"

"نہیں وہ زیادہ سے زیادہ وہ کمرہ سیل کرا سکتا ہے جہاں قتل ہوا ہے۔"

"پھر کیا بات ہے کوئی ریسیور کیوں نہیں اٹھا رہا۔؟" روزی کی آواز میں پریشانی تھی۔

"او ہیلو۔۔۔" راجندر کی چونکی ہوئی آواز آئی۔ "کون بول رہا ہے۔؟ کیا بات ہے۔۔۔ ہاں۔۔۔ ہاں۔۔۔ کب ہوا یہ سب۔۔۔ ناصر کو لے گئے ہیں۔۔۔ کون لوگ تھے وہ۔۔۔ پتہ نہیں۔۔۔۔ پولیس کے علاوہ اور کون ہو سکتا ہے۔۔۔۔ اچھا ٹھیک ہے تم ایسا کرو بار بند کر دو میں کچھ کرتا ہوں۔"

اس کے ساتھ ہی راجندر نے ایسی آواز دی جیسے فون بند کیا گیا ہو۔

"کیا ہوا۔؟" روزی کی آواز ابھری۔

"بار میں خفیہ کے کسی آدمی نے ہنگامہ کیا تھا اس نے ناصر کو بری طرح مارا اور کئی ویٹرز کو گولی مار کر زخمی کر دیا پھر وہ ناصر کو لے گئے۔"

"کتنے تھے یا ایک۔؟"

"پہلے ایک ہی پہنچا تھا مار لے پیٹنے کے بعد اس نے دو کو اور بلا لیا تھا اور وہ ریوالوروں کے زور پر ناصر کو لے گئے وہ بیہوش تھا۔"

"کیا وہ کیپٹن فیاض کے آدمی تھے۔؟"

"بار مین کا بیان ہے کہ وہ سادہ لباس میں تھے ممکن ہے وہ فیاض ہی کے آدمی رہے ہوں

کیس آج کل اسی کے پاس ہے۔"

"کہیں تم لیٹر ڈول پیک بنا لو۔" روزی نے کہا صفدر نے کان ہٹا کر کی ہول سے آنکھ لگا دی اندر کچھ نظر نہیں آیا صرف روزی راجندر کے پاس صوفے پر بیٹھی تھی اس نے دوبارہ کان کی ہول سے لگا دیا۔

"راجندر میں نے پہلے بھی کہا تھا اب پھر کہتی ہوں اس صفدر کو چھوڑ دو۔"

"مگر اب موقع نہیں ہے۔۔۔" راجندر کی آواز آئی۔ "ہم گلے گلے اس میں پھنس چکے ہیں۔"

"موقع بہت ہے ہم بینک سے رقم نکال کر پارٹنرز کو بتائے بغیر غائب ہو سکتے ہیں۔" روزی نے کہا "پانچ کروڑ کی رقم کم تو نہیں ہوتی نا۔"

"یہ ٹھیک ہے مگر پولیس ہمیں تلاش کر لے گی۔"

"نہیں ہم ملک سے باہر چلے جائیں گے۔"

"کیا تم سمجھتی ہو کہ ہم اتنی بڑی رقم اتنی آسانی سے سمگل کرنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔؟"

"کیوں نہیں ہو سکتے۔ میں کس لئے ہوں۔؟"

"کیا مطلب۔؟" راجندر چونکا تھا۔

"تم نے مجھ سے صرف اسی نیت سے شادی کی تھی تاکہ میں اپنے خوبصورت جسم کے سہارے ہاؤسنگ اسکیم کے لئے لوگوں کو پھانس سکوں۔"

"آگے بولو کیا کہنا چاہتی ہو۔؟"

"میں اپنے جسم کے بل بوتے پر تمہیں رقم سمیت باہر لے جانے کا دعوا کر سکتی ہوں۔" روزی نے کہا۔ "آج کل ایک کسٹم آفیسر میرے ہاتھ میں ہے اور اس کی ڈیوٹی ایئر پورٹ پر ہی رہتی ہے۔ بولو۔"

"نہیں میں پارٹنرز کو دھوکہ نہیں دے سکتا روزی۔" راجندر نے حتمی لہجے میں کہا اور وہاں

خاموشی چھا گئی۔ صفدر چند لمحہ انتظار کرتا رہا کہ وہ کچھ اور بولے مگر جب وہاں خاموشی رہی تو وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

اب اس کا رخ زینوں کی جانب تھا جلد ہی وہ کیفے میں جا پہنچا جہاں پہلے اس نے منٹو کو جاتے ہی پایا پھر باتھ روم کی طرف بڑھتا چلا گیا تھا۔ دو منٹ بعد وہ ٹرانسمیٹر پر دانش منزل میں موجود بلیک زیرو کو رپورٹ دے رہا تھا۔

کیپٹن فیاض کے جسم پر اس کا بہترین سوٹ تھا اور وہ اس وقت بہت جچ رہا تھا۔ گرانڈ کے ڈائننگ ہال میں اس وقت اس کے مقابلے کے دو ایک ہی آدمی نکلتے۔ وہ نادیہ کی دعوت پر یہاں پہنچا تھا آٹھ بجنے والے تھے ڈائننگ ہال آہستہ آہستہ بھرتا جا رہا تھا مگر نادیہ کا کہیں پتہ نہیں تھا۔ فیاض نے بے چینی سے رسٹ واچ پر نظر ڈالی صرف دو منٹ تھے آٹھ بجنے میں۔

اس نے بے چینی سے داخلی دروازے کی جانب دیکھا جہاں سے مختلف جوڑے اندر آ رہے تھے مگر ان میں نادیہ نہیں تھی۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ اس نے مجھے دھوکا دیا ہو۔۔؟ فیاض نے سوچا یہ بھی ممکن تھا کہ عمران کے علیم کو جو خبر دے کر بھیجا تھا اس کے بعد نعیم نے نادیہ کو ملنے سے منع کر دیا ہو۔ مگر اس نے سوچا اگر ایسی کوئی بات ہوتی تو عمران کبھی یہ نہیں کہتا کہ وہ نادیہ سے ضرور ملے۔ اس کا نادیہ سے ملنے پر زور دینا ثابت کرتا تھا کہ نادیہ وہاں ضرور آئے گی۔

عمران کے اندازے شاذ و نادر ہی غلط ہوتے ہیں۔ وہ بے چینی سے پہلو بدلتا رہا وقت تیزی

سے گزر رہا تھا۔ دفعتاً لاؤڈ اسپیکر پر اس کا نام پکارا گیا اور وہ چونک پڑا۔ اناؤنسر کہہ رہی تھی۔

"کیپٹن فیاض پلیز کاؤنٹر نمبر ایک پر تشریف لے آئیے ۔ ۔ ۔ کیپٹن فیاض پلیز ۔ ۔ ۔"

فیاض ایک جھٹکے سے سیٹ سے اٹھ گیا۔ کاؤنٹر نمبر ایک اسی ہال میں تھا جسے ویٹنگ روم کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا۔ ہال میں پہنچ کر وہ کاؤنٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا جہاں ایک کاؤنٹر کلرک کھڑا تھا۔

"کیپٹن فیاض۔" فیاض نے کاؤنٹر پر پہنچ کر کہا۔

"یس سر۔ میں آپ کو بتاتا ہوں۔" کاؤنٹر کلرک نے جلدی سے کہا۔ "آپ کی کال ہے۔ آپ بوتھ نمبر تھری میں چلے جائیے میں ٹرانسفر کرتا ہوں۔"

"ٹھیک ہے۔" فیاض نے سر ہلا کر کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا بوتھ میں داخل ہو گیا۔ رسیور اٹھاتے ہی سلسلہ مل چکا تھا۔

"ہیلو۔ اٹ از کیپٹن فیاض۔" اس نے رسیور میں کہا۔

"میں نادیہ بول رہی ہوں۔" دوسری جانب سے نادیہ کی آواز آئی اور فیاض کے تن بدن میں مرچیں سی لگ گئیں۔

"میں یہاں انتظار کر رہا ہوں۔"

"سوری ڈیئر۔" دوسری جانب سے نادیہ نے کہا۔ "تمہیں یہاں زحمت ہو گئی۔"

"میرے پاس ڈرامہ کرنے والی کے لئے نہیں بلکہ کھیلنے کیلئے بھی بیٹھے ہیں۔" فیاض نے کہا۔ اس کا لہجہ طنزیہ تھا۔

"اوہ۔ تم بھی ناراض ہو گئے۔؟" دوسری جانب سے کہا گیا۔

"کیا ناراض نہیں ہونا چاہئے۔!"

"ضرور ہونا چاہئے۔" نادیہ کی اٹھلاتی ہوئی آواز آئی۔ "مگر میں اس زحمت اور بوریت کا ازالہ

کر دوں گی۔"

"وہ کیسے مس نادیہ۔؟"

"خود ہی دیکھ لو گے۔" نادیہ کی چہکتی ہوئی آواز آئی۔

"بہت خوب۔" فیاض نے کہا۔ "کیا اب میں دیوار سے سر پھوڑ لوں یا پاگل خانے تک دوڑ لگا دوں۔؟"

"ایسی کوئی ضرورت نہیں ہے۔" نادیہ نے کہا۔ "اگر دوڑ ہی لگانی ہے تو ہائی سرکل تک لگا دو۔"

"یعنی اب وہاں آنا ہو گا۔؟"

"نہیں ڈیئر ایسی بات نہیں ہے۔" نادیہ کی آواز آئی۔ "میں شرمندہ ہوں کہ وقت پر نہیں پہنچ سکی۔ مجبوری تھی۔"

"کیسی مجبوری۔؟"

"یہاں آؤ گے تب ہی بتاؤں گی۔"

"کیا تم وہاں پر موجود ہو۔؟"

"نہ ہوتی تو ہائی سرکل تک دوڑ لگانے کا مشورہ نہیں دیتی۔"

"گویا مجھے ایک بار پھر لوٹنا پڑے گا۔؟"

"اوہ ڈیئر کیا تم اب بھی ناراض ہو۔؟"

"اب بھی سے کیا مراد ہے۔" فیاض نے کہا۔ "میں تم سے ناراض تھا اور رہوں گا کیا کر لو گی۔؟"

"کیا کرو گے تم۔" نادیہ نے معنی خیز لہجے میں کہا۔ "تم قانون کے محافظ ہو تو اس کا اختیار بھی رکھتے ہو۔"

"کیا واقعی میں وہاں آؤں۔؟"

"فوری طور پر چلے آؤ۔" نادیہ نے کہا۔

"تو کیا گفٹ آؤ لگ ہی جائے گا مجھے"۔ فیاض نے کہا۔

"میں تمہاری منتظر ہوں"۔ نادیہ کی آواز آئی۔ "جب تک آؤ گے نہیں میں یہاں ڈائننگ ہال سے ہلوں گی بھی نہیں"۔

"بس تو میں پہنچ رہا ہوں"۔

"تھینک یو ڈیئر پوچ"۔ ڈیئر کے ساتھ ہی ایسی آواز نکل آئی تھی جیسے ریسیور کا بوسہ لیا گیا ہو۔

فیاض کے ہونٹوں پر معنی خیز مسکراہٹ دوڑ گئی۔ اس نے ریسیور کریڈل سے لٹکایا اور بوتھ سے نکل آیا۔ اب وہ پارکنگ لاٹ کی طرف جا رہا تھا۔ پانچ منٹ بعد اس کی کار کوسٹل کی صاف سڑک پر فراٹے بھر رہی تھی۔ ذہن نادیہ ہی میں الجھا ہوا تھا اس کا رویہ ناقابل فہم تھا۔ گرانڈ میں انوائیٹ کر کے وہ ہائی سرکل میں بلا رہی تھی۔

کیا اس میں کوئی فریب ہے؟ فیاض نے سوچا ہو سکتا تھا گرانڈ میں اس پر ہاتھ ڈالنے میں دشواری محسوس کر کے ان لوگوں نے ہائی سرکل کا انتخاب کیا ہو۔ یہ ہوٹل حال ہی میں کھلا تھا اور شہر سے کافی فاصلے پر واقع تھا۔

ساحل کا کنارہ ہونے کی وجہ سے یہاں کافی رش رہتا تھا اور جب سے ہوٹل کی انتظامیہ نے ہوٹل سے ساحل تک ایک مخصوص حد میں تاروں کی باڑھ بنا کر روشنی کا انتظام کیا تھا ہائی سرکل کی قدر اور بڑھ گئی تھی۔

خاصا مہنگا اور شہر سے دور ہونے کے باوجود یہاں رش رہتا تھا۔ زیادہ تر وہ جوڑے ادھر کا رخ کرتے تھے جو تنہائی میں چند گھڑی سکون کے متلاشی ہوتے تھے۔ اور فیاض یہی سوچ رہا تھا کہ کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ عمران ہی کا خیال صحیح نکلنے والا ہو، نادیہ رشوت پیش کرنے والی ہو۔

ورنہ کیا ضروری تھا کہ وہ گرانڈ میں بلا کر ہائی سرکل جا پہنچی۔

اسی سوچ بچار میں راستہ کٹ گیا اور وہ ہائی سرکل پہنچ گیا۔ نادیہ اسے ڈائننگ ہال ہی میں مل گئی تھی اور اسے دیکھتے ہی چہک پڑی تھی۔

"اوہ مائی ڈیئر فیاض"۔ اس نے فیاض کا بازو پکڑ کر کہا تھا۔ "آؤ بیٹھو"۔

"کیا بات ہے بہت خوش ہو"؟ فیاض نے بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں بہت زیادہ"۔

"وجہ"؟ فیاض نے پوچھا۔ "کیا مجھے بور کر کے"؟

"یہی سمجھ لو"۔ وہ شوخی سے بولی۔

"کیا"؟ فیاض مصنوعی غصے سے بولا اور اٹھنے کی اداکاری کی۔

"ارے بیٹھو بیٹھو"۔ وہ جلدی سے بولی۔ "بہت جلد بھڑک جاتے ہو۔ آخر کو ہو نا پولیس والے"۔

"تم بہت دیر سے میری ہتک کر رہی ہو"۔ فیاض غرایا۔

"چلو اب نہیں کروں گی"۔ نادیہ نے کہا۔

"پہلے یہ بتاؤ مجھے گرانڈ بلا کر تم یہاں کیا کر رہی تھیں"؟

"مجبوری تھی فون پہ بتایا تو تھا"۔

"میں وہی مجبوری جاننا چاہتا ہوں"؟

"عمران تمہارا دوست ہے نا"؟

"ہاں کیوں"؟ فیاض نے چونک کر پوچھا۔

"اس نے پتہ نہیں ڈیڈی سے کیا کچھ کہہ دیا ہے کہ وہ تمہاری جانب سے بدظن ہو گئے ہیں"۔

"کیا مطلب۔؟" فیاض نے کہا۔ اس کے ذہن میں فوراً ہی عمران کی بات ابھر آئی تھی۔ اس نے فون پہ یہی کہا تھا کہ وہ نعیم کو نروس کرے گا۔ گویا یہ اسی کا ری ایکشن تھا۔

"اس کا کہنا یہ ہے کہ تم ڈیڈی پر شبہ کر رہے ہو۔"

"کس بات کا شبہ۔؟" "عمران نامی کسی آدمی کے قتل کا۔؟"

"شبہ ہی تو کر رہا ہوں الزام تو نہیں دے رہا۔"

"مگر کیوں۔؟" نادیہ نے پوچھا۔ "ڈیڈی تو ایک مکھی بھی نہیں مار سکتے وہ کسی انسان کو کیسے قتل کریں گے۔؟"

"شبہ تو میں تم پر بھی کر رہا ہوں۔"

"کس چیز کا شبہ ہے مجھ پہ۔؟" نادیہ نے چونک کر پوچھا۔

"قتل کا۔؟" فیاض نے ڈرامائی انداز میں کہا۔

"کیا۔؟" نادیہ کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔

"ہاں قتل کا مس نادیہ۔" فیاض نے کہا۔ "تم نے میرے دل کا خون کیا ہے۔"

"اوہ۔" نادیہ کے منہ سے طویل سانس نکلی۔ "تم نے تو مجھے ڈرا ہی دیا تھا کیپٹن ڈیئر۔" اس کے لہجے میں لگاوٹ تھی۔

"کیوں اس میں ڈرنے کی کیا بات ہے۔؟"

"تم مجھے قاتل بنا رہے ہو اور پھر بھی کہتے ہو ڈرنے کی کیا بات ہے۔"

"وہ تو میں مذاق کر رہا تھا۔"

"تو کیا عمران نے غلط کہا تھا کہ ڈیڈی یا تم کو کسی قسم کا شبہ ہے۔" نادیہ نے کہا۔ "اور تم ان کا وارنٹ حاصل کر چکے ہو۔؟"

"ہاں ڈیئر۔ یہ سچ ہے۔" فیاض نے کہا۔ "میں تمہارے ڈیڈی پر بعض معاملات میں شبہ کر رہا ہوں۔"

"کس چیز کا شبہ ہے۔؟"

"یہی کہ ہاؤسنگ اسکیم کے ذریعے فراڈ کر کے روپیہ کمانے کا۔" فیاض نے کہا۔ "اس سلسلے میں میرے پاس درخواستیں بھی آئی ہیں۔"

"کیا تم کو یقین ہے کہ ڈیڈی فراڈ کر سکتے ہیں۔؟"

"حالات۔" فیاض نے کہا۔ "مس نادیہ حالات ان کے خلاف ہیں۔"

"وہ کیسے۔؟" نادیہ نے پوچھا۔ "کیا مجھے نہیں بتاؤ گے۔؟"

"نہیں۔" فیاض نے کہا۔ "تم ان کی بیٹی ہو اور میں تحقیقات کے بارے میں بتا کر تمہارے ڈیڈی کو اس بات کا موقع نہیں دینا چاہتا کہ وہ ان گوشوں کو بند کر دیں جہاں سے وہ گرفت میں آ سکتے ہیں۔"

"فیاض ڈیئر۔" نادیہ نے بڑے محبوبانہ انداز میں کہا۔ "کیا تم اپنی نادیہ سے بھی چھپاؤ گے۔؟"

"ہاں ڈیئر مجبوری ہے۔"

"چلو۔ وعدہ کرتی ہوں ڈیڈی کو کچھ نہیں بتاؤں گی۔"

"سوری اور کوئی بات کرو۔" فیاض نے رکھائی سے کہا۔ ویسے وہ دل ہی دل میں عمران کے اندازوں کی داد دے رہا تھا۔ اس نے کل ہی کہہ دیا تھا کہ وہ آہستہ آہستہ کھلے گی اور یہ کہ نعیم بطور ثبوت نادیہ کو اس کے سامنے لایا ہے اور اس وقت کی گفتگو نے عمران کے اندازوں کی تصدیق کر دی تھی۔ اب وہ ہاکی مرکل بلانے جانے کا مطلب بھی سمجھ گیا تھا۔

نادیہ اسے ساحل کے کسی تاریک حصے میں یا کسی کیبن میں لے جاتی ممکن تھا اس نے ہوٹل ہی میں کوئی کمرہ لیا ہوا ہو اور وہاں لے جا کر وہ اپنا آپ نچھاور کر کے نعیم کے خلاف ہونے والی

تحقیقات کا راز رٹ جاننا چاہتی ہو۔ جسیم کا لالچ دے کر وہ نعیم کے خلاف تحقیقات بند کرانا چاہتی ہو۔

کیسے ڈیئر کیا یہاں بات کرنے سے ڈرتے ہو۔؟ اس نے بڑی صفائی سے گفتگو کا رخ موڑتے ہوئے کہا۔

نہیں ڈر کس کا ہوگا۔؟ فیاض نے حیرت سے کہا حالانکہ اس کا حیرت ظاہر کرنا بھی اداکاری تھا۔!

ممکن ہے کوئی آس پاس ہو اور ہم دونوں کی گفتگو سن لے اور اس طرح تمہاری پوزیشن میں فرق آجائے۔

یہاں ایسا کوئی نظر نہیں آتا۔ فیاض نے اس کی بات رد کر دی۔

دیواروں کے بھی کان ہوتے ہیں ڈیئر۔ نادیہ نے کہا۔ کیوں نہ ہم کوئی کمرہ حاصل کر لیں اور وہاں چلیں۔

کس لئے۔؟ فیاض نے پوچھا۔

وہاں آرام سے بیٹھ کر باتیں کریں گے کسی کا ڈر تو نہیں ہوگا وہاں پر۔

کیا تم نے کمرہ بک کرا لیا ہے۔؟ فیاض نے براہ راست وار کیا۔

ہاں۔ نہیں۔۔ نہیں تو۔ نادیہ بوکھلا گئی تھی۔

تو پھر رہنے دو فیاض نے بظاہر لاپرواہی سے کہا۔ کمرہ لینے سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا اس طرح میں بدنام بھی ہو سکتا ہوں اور میری سرکاری حیثیت متاثر ہوگی۔

تو پھر یہاں سے نکل چلو۔

کہاں۔؟ فیاض نے پوچھا۔

باہر ساحل پر وہاں ہماری بوٹ بھی موجود ہے تھوڑی دیر گھومیں گے پھر پکنک پھر

بوٹ میں چل کر باتیں کریں گے۔

کیا باتوں سے پیٹ بھر جائے گا۔؟ فیاض نے پوچھا۔

اوہ سوری۔ نادیہ نے جلدی سے کہا اور ویٹر کو بلا کر مینو لیا اور فیاض کی جانب بڑھاتے ہوئے بولی۔ آرڈر دیں۔

جو تم پسند کرو۔ فیاض نے کہا۔ نادیہ نے ایک لمحے کیلئے فیاض کو دیکھا پھر ویٹر کو آرڈر نوٹ کرانے لگی پھر ویٹر کے جانے کے بعد بولی۔

کھانا کھاتے ہی ہم اٹھ جائیں گے۔

میں کہہ چکا ہوں نادیہ کہ میں تمہارے ڈیڈی کے خلاف ہونے والی تحقیقات کے بارے میں ایک لفظ بھی تمہیں نہیں بتا سکتا۔ فیاض نے ایک ایک لفظ پر زور دے کر کہا۔ تم بے کار وقت ضائع کر رہی ہو۔؟

ممکن ہے میں تمہیں راضی کر لوں۔ وہ عجیب سے پیار بھرے انداز میں فیاض کی جانب دیکھتے ہوئے بولی اور فیاض اس کی آنکھوں میں ناچتے ہوئے جذبات کے طوفان کو دیکھنے لگا جو اب آہستہ آہستہ کروٹیں لیتا ہوا سرکش ہوتا جا رہا تھا لیکن اس کے کچھ کہنے سے قبل ہی ویٹر نے ڈنر سرو کر دیا اور وہ مشغول ہو گئے۔

کھانے کے دوران بھی فیاض نادیہ ہی کے بارے میں سوچ رہا تھا اسی لئے وہ نادیہ کو اگلی میز پر بیٹھے ہوئے دو آدمیوں کو اشارہ کرتے نہیں دیکھ سکا تھا۔ ڈنر ختم کر کے نادیہ نے کافی طلب کی تھی۔ کافی کے آنے تک خاموشی رہی تھی پھر کافی کا گھونٹ بھرنے کے بعد فیاض نے کہا تھا۔

کافی پیتے ہی ہم اٹھ جائیں گے۔

گڈ۔ وہ چہک کر بولی۔ بوٹ پر چلیں گے۔؟

"نہیں تمہارا خیال غلط ہے۔" فیاض نے کہا۔ "میں اپنے واپس جانے کی بات کر رہا تھا۔ بس نادیہ ڈنر کا بے حد شکریہ۔"

"اوہ تم بھی۔" نادیہ نے بڑے محبوبانہ انداز سے کہا اور فیاض کی آنکھوں میں نشہ سا تیر گیا۔ رگ و پے میں اس طرح مستی دوڑ گئی جیسے اس نے ایک آدھ بوتل شراب پی لی ہو۔

"بہرحال اگر تم یہ سمجھتی ہو کہ میں کچھ بتا دوں گا تو تمہیں مایوسی ہوگی۔" فیاض نے کافی کا آخری گھونٹ لینے کے بعد کہا۔ "تمہارے ڈیڈی نے جو کچھ کیا ہے اس کے لئے ان کو بھگتنا پڑے گا۔"

"اوہ پھر وہی باتیں۔" نادیہ نے اٹھلا کر کہا۔ "چھوڑو ختم کرو اس موضوع کو کیا ہم ہٹ میں بیٹھ کر دوسری باتیں نہیں کر سکتے؟"

"وہ اور بات ہے۔"

"بس تو چلو چلتے ہیں۔" نادیہ نے بل کے مساوی رقم کے نوٹ کپ کے نیچے رکھتے ہوئے کہا اور وہ لوگ اٹھ گئے۔ ان کے باہر نکلتے ہی وہ دو لمبے آدمی بھی اٹھے تھے جن کو نادیہ نے اشارہ کیا تھا۔ وہ فیاض کو باتوں میں لگا کے آگے بڑھ رہی تھی۔

پارکنگ لاٹ میں پہنچ کر فیاض رک گیا گو کہ اس کا دل تو چاہ رہا تھا کہ وہ نادیہ کے ساتھ ہٹ میں جائے اور دیکھ کر دیکھے کہ رشوت کیسی ہے مگر عمران کی باتوں اور اپنے خیال کی تصدیق کے لئے وہ اداکاری کرنے پر مجبور تھا۔

"رک کیوں گئے؟" نادیہ نے پوچھا۔

"بس اب اجازت دو۔" فیاض نے بڑی سنجیدگی سے کہا۔ "اگر شہر چلنا ہے تو ساتھ چلو جہاں کہو گی ڈراپ کر دوں گا۔"

"ہونہہ۔" اس نے گردن جھٹکی پھر یک بیک فیاض کے سینے سے لگی ہوئی بولی۔ "فیاض ڈیئر

ابھی تک تمہاری ناراضگی دور نہیں ہوئی۔"

"کیسی ناراضگی؟" فیاض نے مصنوعی حیرت سے پوچھا۔

"یہی میرے ساتھ چلنے کی۔" نادیہ نے کہا۔ "میں وعدہ کرتی ہوں کہ تم سے ڈیڈی کے معاملے میں ایک بات نہیں کروں گی۔"

"چلو۔" فیاض نے کہا۔ "مگر یاد رکھو نقصان میں رہو گی۔"

"عورت ہمیشہ نقصان میں رہتی ہے کیپٹن فیاض۔" نادیہ نے بڑی سنجیدگی سے کہا۔ "وہ بیوی ہو یا ماں، بیٹی ہو یا بہن یا پھر قابل مذمت کردار طوائف یا پیشہ ور۔ کسی صورت فائدے میں نہیں رہتی پھر بھی اس کی انا کچلی جاتی ہے اس کے احساسات کچلے جاتے ہیں اور جو وہ چاہتی ہے وہ نہیں ہو پاتا۔"

"فلسفہ بیان کر رہی ہو؟"

"نہیں حقیقت کا اظہار فلسفہ نہیں ہوتا مائی ڈیئر فیاض۔" نادیہ نے کہا۔ "حقیقت حقیقت ہوتی ہے۔"

"اس وقت اس فلسفے کا موجودہ حالات سے کیا تعلق؟"

"بہت گہرا تعلق ہے۔" نادیہ نے کہا۔ "میں بھی تو بیٹی ہوں نا۔ خیر چھوڑو اسے بہت خشک موضوع ہے تم بور ہو جاؤ گے اور ابھی تمہاری یہی بوریت اور ناراضگی دور نہیں ہو سکی ہے۔"

"بور ضرور ہو رہا ہوں میں۔" فیاض نے کہا۔ "مگر ناراض نہیں ہوں۔"

"وہ تو میں ہٹ میں جا کر بتاؤں گی۔" نادیہ نے کہا۔ اس کا چہرہ اندھیرے کی وجہ سے واضح نہ ہوتا تو شاید فیاض اس کی آنکھوں کی چمک سے کوئی اندازہ ضرور لگا لیتا مگر روشنی اس کے پیچھے سے آ رہی تھی اور چہرہ تاریک تھا۔ وہ دونوں باتیں کرتے ہوئے چلتے رہے کئی مرتبہ نادیہ فیاض سے لپٹ لپٹ گئی

ہٹ میں گھستے ہی نیا شوں کے لئے امر بیل ثابت ہوگی۔

ہٹ آ گیا۔ نادیہ نے کہا اور ایک ہٹ کے سامنے رک گئی۔ یہ جھونپڑیوں کی دوسری قطار کا پہلا ہٹ تھا نادیہ نے تالا کھولا۔ دروازے میں صرف چھوٹا قفل تھا کیواڑ دھکیلتی ہوئی وہ اندر داخل ہوگئی۔ قیاص جیسے ہی اندر داخل ہوا کھٹاک سے دروازے کے دونوں پٹ بند ہوگئے پھر اس سے پہلے کہ وہ چونک کر کچھ کرتا اس کے سر پر ضرب لگی اور آنکھوں کے نیچے ستارے سے کوند گئے مگر وہ اتنا آسان شکار بھی نہیں تھا۔

بظاہر وہ چکرا کر اس طرح آگے کو جھکا جیسے گر رہا ہو مگر اچانک تیزی سے پلٹ کر اس نے حملہ آور کے جبڑے پر گھونسہ دے مارا۔ حملہ آور کی کراہ کے ساتھ ہی اس نے نادیہ کی بھنچی بھنچی آواز سنی بس ایسا ہی محسوس ہوا تھا جیسے کسی نے اس کا منہ دبا لیا ہو گہرا اندھیرا ہونے کی وجہ سے قیاص کچھ دیکھ نہیں پا رہا تھا۔

اس نے ایک طرف ہٹ کر اندھیرے میں پھر ہاتھ گھمایا کھٹاک سے اس کا ہاتھ کسی چیز سے ٹکرایا اور اس کے منہ سے کراہ نکل گئی۔

اس کا ہاتھ کسی ٹھوس چیز سے ٹکرایا تھا ممکن ہے یہ چھت کو سہارا دینے والا کوئی ستون رہا ہو اس کے بازو میں کندھے تک درد کی لہر دوڑ گئی تھی۔ اسی لمحے کوئی چیز اس کے شانے پر پڑی اندازے کی غلطی تھی شاید وار سر پر کیا گیا تھا۔

اس کے منہ سے نکلنے والی کراہ نے دشمن کو اس کی پوزیشن سے آگاہ کر دیا تھا وہ مڑا ہی تھا کہ سر پر قیامت ٹوٹ گئی۔

پہلے لگنے والی ضرب اچٹتی سی پڑی تھی مگر اس بار تو اسے ستاروں کے ساتھ سورج

بھی نظر آ گیا تھا۔

نیلے پیلے دائرے رقصاں ہوتے اور یکدم تاریکی چھا گئی۔ وہ کٹے ہوئے شہتیر کی طرح سے فرش پر بچھے قالین پر ڈھیر ہوگیا۔

عمران نے ٹوسیٹر روکا، نیچے اترا اور پبلک فون بوتھ کی طرف بڑھ گیا اندر داخل ہو کر اس نے ریسیور اٹھا کر ٹرانسمیٹر میں سکے ڈالے اور نمبر ڈائل کرنے لگا۔

ہیلو جولیا۔ اس نے رابطہ ملتے ہی ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

یس سر۔ دوسری طرف سے جولیا کی آواز آئی۔

کیا رپورٹ ہے۔؟ اس نے پوچھا۔

چوہان کی رپورٹ ہے جناب۔ جولیا نے کہا وہ فیاض کی نگرانی کرتا ہوا گرانڈ سے پام سرکل تک گیا نادیہ وہیں پر ملی تھی۔

فیاض کو کیسے پتہ چلا کہ نادیہ پام سرکل میں ہے۔؟

روانگی سے قبل کیپٹن فیاض کو فون ملا تھا۔ چوہان نے تھوڑی سی گفتگو سنی ہے وہ نادیہ کا فون تھا اور اس نے فیاض کو پام سرکل بلا لیا تھا۔

اب وہ دونوں کہاں ہیں۔؟

نادیہ اسے کافی دیر تک رام کرنے کی کوشش کرتی رہی تھی جناب۔ جولیا نے کہا۔ چوہان ان کی گفتگو سن رہا تھا جب فیاض کسی طور پر سیٹھ نعیم کے خلاف کی جانے والی تحقیقات کا نتیجہ بتانے پر آمادہ نہیں ہوا تو وہ اسے جسم کا لالچ دے کر ساحل پر بنے ہوئے ایک ہٹ میں لے گئی تھی جہاں دو آدمیوں نے اسے بیہوش کر دیا تھا۔

وہ آدمی ہٹ میں پہلے سے موجود تھے۔؟

نہیں جناب۔ جولیا نے کہا وہ آدمی نادیہ کے برابر والی میز پر تھے اور اٹھنے سے قبل اس نے ان دونوں کو کوئی اشارہ کیا تھا جس کے بعد وہ دونوں وہاں سے چلے گئے تھے چوہان کا خیال ہے کہ نادیہ نے انہیں ہٹ میں جانے کا اشارہ کیا تھا۔

اس خیال کی وجہ۔؟

چوہان کی رپورٹ کے مطابق نادیہ نے ہوٹل ہی میں کمرہ لینے کی تجویز پیش کی تھی مگر فیاض نے بدنامی کا کہہ کر انکار کر دیا تھا جس پر چوہان نے کاؤنٹر سے معلومات حاصل کیں تو پتہ لگا کہ نادیہ نے وہاں کمرہ بھی بک کرا رکھا تھا۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ کمرے پر بھی یقینی طور پر آدمی موجود رہے ہوں گے۔ اور اگر فیاض وہاں جاتا تب بھی بیہوشی مقدر بنتی۔

چوہان کا خیال درست ہے جناب۔ غالباً نادیہ اور ان آدمیوں کے درمیان ہٹ اور ہوٹل کے کمرے کے لئے کوڈ مقرر تھا کیونکہ نادیہ نے دو دفعہ سر کو صرف نفی میں جنبش دی تھی جس کے بعد وہ دونوں وہاں سے اٹھ گئے تھے بعد میں وہ جس ہٹ میں فیاض کو لے گئی تھی اس کا نمبر بھی وہی تھا۔

"جوہان کا خیال صحیح معلوم ہوتا ہے۔"

"جی ہاں میرا بھی یہی خیال ہے جناب۔"

"قیاس کو یہ لوگ کہاں لے گئے ہیں۔؟"

"سر دست وہ آئی جیشا میں ہیں۔"

"رپورٹ کب ملی تھی۔؟"

"ساڑھے دس بجے جناب۔"

"اس کے بعد کوئی رپورٹ نہیں ملی۔؟" عمران نے رسٹ واچ کو دیکھتے ہوئے پوچھا جو سوا گیارہ بجا رہی تھی۔

"جی نہیں۔ اس کے بعد جوہان نے کوئی رپورٹ نہیں دی۔"

"صفدر کی رپورٹ ملی۔؟" عمران نے پوچھا۔ اس نے بلیک زیرو کو ایک کام سے کہیں بھیجا تھا جس کے بعد مستقل ہدایات کے تحت ممبران نے ایکسٹو سے رابطہ قائم نہ ہونے پر حسب معمول جولیا کو رپورٹیں دینی شروع کر دی تھیں اسی لئے اس نے اس وقت جولیا سے رابطہ قائم کیا تھا۔ کیس اس کے ذہن میں صاف ہو چکا تھا۔ مجرم بھی سامنے تھے مگر اس کے پاس اس قسم کے ٹھوس ثبوت نہیں تھے کہ ان پر ہاتھ ڈالا جا سکتا اور عدالت تک لے جا کر ان کو سزا دلائی جا سکتی۔ اسی لئے اب وہ ان کے گرد جال بن رہا تھا تاکہ جیسے ہی وہ اس جال میں پھنس کر ثبوت فراہم کریں وہ ان کو دبوچ لے۔ اسی لئے اس نے نعیم کے سامنے جب قیاس کا ڈرامہ کیا تھا اور اسی وقت سے اسے رپورٹ مل رہی تھی کہ نعیم کبھی سے ادھر ادھر مختلف جگہوں پر آ جا رہا ہے تنویر مستقل اس کی نگرانی کر رہا تھا۔ دوسری طرف اس نے نعمانی اور خاور کو شعالیہ کے پراسرار باس کی نگرانی سونپ رکھی تھی جو سوسائٹی میں کوٹھی نمبر تیرہ میں مقیم تھا۔ اور صدیقی قمر الزماں کے علاوہ ان لوگوں کے بارے میں بھی معلومات حاصل کر رہا تھا

جنہوں نے قیاس کے قلعے کو ہاؤسنگ اسکیم کے نقشے کے بارے میں درخواست دی تھی وہ جنگ تیس آدمیوں سے ملا کیا تو پتہ چلا تھا جس میں سے تین غائب تھے۔

قمر الزماں جو شرک سے کھلا گیا تھا۔ زاہد اور نواز کا کوئی پتہ نہیں تھا ان کے گھر سے بھی کوئی ایسی چیز نہیں ملی تھی کہ ان کی گمشدگی کے بارے میں اندازہ کر سکتا۔ البتہ عمران اچھی طرح سمجھ رہا تھا کہ دونوں اب اس دنیا میں نہیں رہے ہوں گے کیونکہ ان کی لاشیں دستیاب نہیں ہوئی تھیں مگر ڈیگن میں ملنے والا پرس اور قبروں کے نشانات اسی بات کی جانب اشارہ کرتے تھے۔

ناصر نے بہت مشکل سے اس بات کا اقرار کیا تھا کہ انہوں نے زاہد اور نواز کو اغوا کیا تھا جس کے دوران وہ زخمی ہو گئے تھے مگر اس بات سے یکسر انکار کر دیا کہ ان کو قتل کیا گیا ہے اس کا بیان یہ تھا کہ جب وہ بیہوش ہو گئے تو اس نے دونوں کو قادر کے سپرد کر دیا تھا اور خود بارہ واپس آ گیا تھا اس بات کا اقرار بھی کیا تھا کہ وہ کسی کے لئے کام کر رہے تھے۔

وہ نعیم تھا کوئی اور اس کے بارے میں صرف سونیا کو علم تھا اور وہ مر چکی تھی گویا اس نے پوری طرح سے اپنی سیفٹی کی تھی کسی طرح سے قتل کا مجرم نہیں گردانا جا سکتا تھا۔

"جی ہاں صفدر کی رپورٹ ملی ہے۔" جولیا نے کہا۔ "اس نے ایک نئی کہانی سنائی ہے جناب والا۔"

"وہ کیا۔ جلدی بتاؤ۔" عمران ایکسٹو کی آواز میں غرایا۔

"صفدر کیپٹن اور روز کی نگرانی پر مامور تھا جناب آج شام وہاں ایک آدمی پہنچا تھا اس کا حلیہ ایسا تھا لگتا تھا کسی سے جھگڑ کر آیا ہے۔"

"مجھے یاد کرو مت۔" عمران غرایا۔

"اس شخص کا نام راجندر ہے جناب۔" جولیا نے کہا اور جو کچھ صفدر نے کیپٹن کے فلیٹ میں کی ہول سے جھانک کر دیکھنے کے بعد جولیا کو رپورٹ دی تھی وہ ساری کی ساری دہراتی چلی گئی عمران بغور سن رہا تھا

جولیا کے خاموش ہوتے ہی بولا۔

"اس کا مطلب ہے ہوا کہ نعیم کا پارٹنر راجندر ہی ہے"۔

"ان کی گفتگو سے یہی معلوم ہوتا ہے جناب"۔

"نعیم کے پارٹنر کے بارے میں ہمارے پاس ابھی تک کوئی رپورٹ نہیں ہے۔ جولیا"۔ عمران نے کہا۔

"اس بارے میں ابھی تک کوئی ہدایت نہیں ملی تھی جناب"۔

"اچھا ٹھیک ہے"۔ عمران نے سوچتے ہوئے کہا۔ "صفدر سے کہو اب وہ روزی اور کرینا کے بجائے راجندر کی نگرانی کرے"۔

"اس بارے میں میں پہلے ہی ہدایت دے چکا ہوں جناب"۔ جولیا نے تیزی سے کہا۔ "کیونکہ میرا خیال یہی ہے کہ کوٹھی نمبر تیرہ میں جس شخص کی نگرانی کی جا رہی تھی وہ یہی راجندر ہے"۔

"اس صورت میں اسے واپس کوٹھی نمبر تیرہ میں جانا چاہیے تھا"۔ عمران نے کہا۔ "جوزفین کے فلیٹ سے فرار ہو کر روزی کے گھر آنے کا کوئی مقصد سمجھ میں نہیں آتا"۔

"ممکن ہے جناب وہ ان دونوں کو بھی اب وہاں سے نکالنا چاہتا ہو"۔ جولیا نے کہا۔ "یا پھر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ روزی سے یعنی اپنی بیوی سے اس سلسلے میں کوئی مشورہ کرنا چاہتا ہو"۔

"ہو سکتا ہے"۔ عمران نے کہا۔ اس کے ذہن میں اس کے علاوہ ایک اور بات تھی وہ یہ سوچ رہا تھا کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ راجندر نے یہ سوچا ہو کہ اس کی نگرانی کوٹھی سے ہی کی جا رہی ہو گی اور اس سے پھر جانے والا وہیں سے اس کا تعاقب کرتا ہوا جوزفین کے فلیٹ تک پہنچا ہو گا لہٰذا ان سے بچ نکل بھاگنے کے بعد اس نے اسی میں عافیت جانی ہو کہ وہ روزی کے فلیٹ چلا جائے تاکہ بعد میں یہ دیکھ سکے کہ اس کے فلیٹ یعنی جوزفین کے فلیٹ اور اس کی کوٹھی کی نگرانی کی جا رہی ہے یا نہیں اگر اس نے نگرانی

کا پتہ چلا لیا تو شاید وہ اس طرف کا رخ ہی نہیں کرے گا بصورت دیگر ممکن ہے وہ وہیں جا پہنچے۔

"میں منتظر ہوں جناب"۔ جولیا کی آواز سن کر وہ چونک اٹھا۔

"صفدر کا فون آتے ہی اسے ہدایت کر دو کہ وہ راجندر کے پیچھے سائے کی طرح لگا رہے اور کوشش کرے کہ راجندر اس کی شکل نہ دیکھ سکے"۔

"یعنی نگرانی سے آگاہ نہ ہو جائے۔؟"

"ہاں میرا یہی مطلب ہے"۔

"اس طرح تو وہ چوکنا ہو جائے گا جناب"۔

"چوکنا بھی اور [illegible] بھی"۔ عمران نے کہا۔ "میں چاہتا ہوں کہ وہ روزی کے مشورے پر عمل کرنے کے لئے تیار ہو جائے"۔

"یعنی وہ رقم سمیت ملک سے فرار ہونے کے منصوبے پر عمل کریں"۔

"ہاں ان لوگوں کے خلاف ثبوت حاصل کرنے کا سردست اور کوئی ذریعہ نہیں ہے"۔

"کیا ہم ان کو قتل کے الزام میں نہیں پکڑ سکتے۔؟"

"ثبوت جولیا ثبوت"۔ عمران نے کہا۔ "قانون ثبوت چاہتا ہے جو ہمارے پاس ان کے خلاف نہیں ہے"۔

"لیکن قتل......"

"قتل انہوں نے خود نہیں کئے ہیں"۔ عمران نے جولیا کی بات کاٹ کر کہا۔ "اور جو لوگ اس کے ذمے دار تھے ان میں سے دو مر چکے ہیں"۔

"گویا تیسرا وکی نامی ہے جو دانش منزل میں قید ہے"۔

"ہاں"۔ عمران نے اثبات میں جواب دیا۔ "اور اس سے ملنے والی معلومات کی بنا پر اس حد تک کارروائی

ثابت ہوتی ہیں کہ سارا کیس صاف ہو گیا ہے مگر ثبوتوں کے بغیر کوئی اقدام نہیں کیا جا سکتا۔"

"فریدی کوئی حکم جناب۔"

"خاور یا تنویر کی رپورٹ ملی۔؟"

"جی نہیں۔"

"اگر ان کی رپورٹ مل جائے تو بات صاف ہو جاتی کہ راجندر دیا ہے جس کا خاور نے کوٹھی نمبر تیرہ تک تعاقب کیا تھا۔"

"ایک منٹ جناب۔" جولیا نے کہا۔ "مجھے ایک بات یاد آ گئی ہے۔"

"وہ کیا۔؟"

"تنویر کی رپورٹ ملی تھی جناب۔"

"ابھی تم نے کہا تھا کہ رپورٹ نہیں ملی۔؟" عمران غرایا۔

"بھول گئی تھی جناب معافی چاہتی ہوں۔"

"آگے کہو۔"

"تنویر کی رپورٹ یہ ہے کہ جس آدمی کی وہ کوٹھی نمبر تیرہ میں نگرانی کر رہے تھے وہ وہاں سے نکل کر ماما اسکوائر کے فلیٹ نمبر بائیس میں پہنچا ہے۔"

"اور یہ وہی فلیٹ ہے جس کے بارے میں راجندر نے جوزفین کو بتلایا تھا۔؟"

"جی ہاں میں نے خاور کو اس فلیٹ کے مکینوں کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے بھیج دیا تھا۔"

"اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ وہی آدمی ہے جو گزشتہ رات شہاب سے ملا تھا اور شہاب کی رہائی کے بعد خاور نے جس کا تعاقب کیا تھا۔؟"

"جی ہاں جناب۔"

"جولیا آج کل تمہارا دماغ غیر حاضر رہنے لگا ہے۔"

"معافی چاہتی ہوں جناب عالی۔" جولیا نے کہا۔ "یہ بات میرے ذہن سے نکل گئی تھی کہ تنویر نے رپورٹ دی ہے۔"

"اور اگر اب بھی یاد نہ آتی تو جانتی ہو کیس ہی پلٹ جاتا۔؟"

"سمجھ گئی ہوں جناب۔"

"اچھا خیر۔" عمران نے کہا۔ "اپنے آدمیوں سے کہو کہ وہ نعیم کی کوٹھی کے گرد گھیرا ڈال دیں تین آدمی کافی رہیں گے۔"

"فیاض کا کیا ہو گا جناب عالی۔؟"

"اس ہٹ کی نگرانی ہو رہی ہے اور میرا خیال ہے وہ فیاض کو وہاں نہیں رکھیں گے کہیں لے جائیں گے۔"

"اگر انہوں نے فیاض کو ختم کرنے کی کوشش کی تو۔؟"

"اگر ان کا یہی مقصد ہوتا تو فیاض کو ہٹ تک لے جانے کے لئے اتنے پاپڑ نہیں بیلے جاتے۔" عمران نے کہا۔ "ہٹ میں لے جا کر بیہوش کرنے کا مقصد صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ کسی طرح سے فیاض کو اپنے مقاصد کے لئے راضی کرنا چاہتے ہیں۔"

"ٹھیک ہے جناب۔ جیسے ہی وہاں کی جانب سے کوئی اطلاع ملی میں آپ کو مطلع کر دوں گی۔" جولیا نے کہا۔

"خاور اور تنویر سے کہو وہ جوزفین کے فلیٹ کی تلاشی لیکر اسے دانش منزل پہنچا دیں اور فلیٹ مقفل کر دیں۔"

"ان کی رپورٹ ملنے پر میں بھی کر دوں گی جناب۔" جولیا نے کہا۔ "نعیم کی کوٹھی کی نگرانی کرنے والوں کو وہاں کیا کرنا ہوگا۔؟"

"وہ کوٹھی سے کسی آدمی کو باہر نہ جانے دیں۔" عمران نے کہا۔ "اگر کوئی ایسی کوشش کرے تو اسے پکڑ لیں اس مقصد کے لئے انہیں بندوقیں ساتھ لے جانی ہوں گی تاکہ وہ ایسے افراد کو اس میں مشتعل کر سکیں۔"

"کیا اصل مجرم نعیم ہی ہے جناب۔؟"

"کچھ نہیں کہا جا سکتا۔" عمران نے کہا۔ "البتہ آج رات اس کا فیصلہ ہو جائے گا اور اصل مجرم گرفت میں آجائیں گے۔"

"نعیم کی کوٹھی پر چھاپہ مارنے کا پروگرام ہے جناب۔"

"نہیں۔ صرف عمران کو بھیج دینا کہ وہ سب کچھ سنبھال لے گا۔"

"کوٹھی کی نگرانی کرنے والوں کو عمران سے تعاون کرنے کی ہدایت بھی کر دوں جناب۔؟" جولیا نے پوچھا۔

"ہاں۔" عمران نے کہا اور رابطہ منقطع کر دیا پھر ریسیور انسٹرومنٹ سے لٹکایا اور باہر نکل آیا۔ اس کی موٹر ایک مرتبہ پھر سڑک پر فراٹے بھر رہی تھی اور اس کا ذہن بڑی تیزی سے سوچ کے تانے بانے بن رہا تھا۔

واقعات ایک ایک کر کے سامنے آ رہے تھے۔ سب سے پہلے قمر الزماں قتل ہوا تھا اور یہ ان لوگوں میں سے ایک تھا جنہوں نے فیاض کو ہاؤسنگ اسکیم کے فراڈ کے بارے میں درخواست دی تھی۔ درخواست دینے والے پچاس آدمی تھے جن میں سے دو آدمی عرفان اور زاہد لاپتہ ہو گئے ان کی لاشیں بھی نہیں ملیں البتہ زاہد کا بٹوہ جس ویگن سے ملا اس نے ناصر قادر تک پہنچا دیا اور

ناصر قادر کے بارے میں بات یہاں تک ثبوت کو پہنچ گئی کہ ان کو سونیا کے ذریعے کسی نے ہائر کیا ہے پھر قادر اور سونیا بھی ٹھیک اس وقت قتل کر دیئے گئے جب وہ فیاض کے ساتھ ہیڈ کوارٹر جانے والے تھے گویا اصل مجرموں نے یہ گوارہ نہیں کیا کہ وہ پولیس ہیڈ کوارٹر تک جائیں۔

صرف اس لئے کہ ہیڈ کوارٹر میں ان دونوں کی زبان کھل جاتی اور مجرموں کا راز فاش ہو جاتا لیکن ان دونوں کو قتل کس نے کیا۔؟

یہ معمہ ابھی تک حل نہیں ہوا تھا۔ عمران کا اپنا خیال یہ تھا کہ ان دونوں کو صرف ناصر نے قتل کیا ہے اس کی وجوہات تھیں ایک یہ کہ اس طرح وہ سونیا کے کاروبار کو چھپا سکتا تھا دوسرے وہ قمر الزماں، زاہد اور عرفان کے قتل کا الزام قادر پر رکھ سکتا تھا تیسرے یہ کہ اصل مجرموں کو بلیک میل کر کے زیادہ سے زیادہ رقم بٹور سکتا تھا۔

اور اگر وہ اسے اغواء کر لے جاتا تو شاید وہ یہی کرتا ممکن ہے اس نے اصل مجرموں کو اس بات سے مطلع بھی کر دیا ہو کہ اس نے دونوں کا صفایا کر دیا ہے اور ویگن میں ملنے والے نشانات کی بابت بھی بتا دیا ہو تاکہ وہ ان کو یہ باور کرا سکے کہ سونیا اور قادر کا قتل ان کے حق میں کتنا ضروری تھا اس طرح وہ ان کی حمایت بھی حاصل کر سکتا تھا۔

ممکن ہے صبح کو اس کی اوٹ پٹانگ باتوں نے جس طرح نعیم کو خوفزدہ کیا تھا قادر اور سونیا کے قتل کی خبر اور ویگن میں ملنے والے نشانات نے اسے بالکل ہی بدحواس کر دیا ہو اور اس لئے بھی جھنجھلایا ہو کہ کسی طرح سے وہ فیاض پر قابو پا لے۔

اور اس کے لئے اس نے نادیہ کو استعمال کیا۔ فیاض کو بیہوش کر ڈالنے کی اس سے بہتر ترکیب اس کی سمجھ میں نہیں آئی تھی۔

فیاض کا ان لوگوں کے قبضے میں رہنے کا ایک فائدہ یہ بھی ہو سکتا تھا کہ اگر فیاض راضی نہیں ہو

اور وہ ان کے خلاف تحقیقات کا حکم کرتا تو وہ فیاض کو اپنی قید میں رکھ کر ملک سے فرار ہونے کا انتظام کر سکتے تھے۔

ابھی تک ان کی دانست میں صرف فیاض سے ہی ان کو کسی قسم کا خطرہ ہو سکتا تھا کوئی اور ان کی راہ کا روڑا نہیں تھا۔ شاید نگرانی کرنے والوں کو بھی وہ فیاض ہی کا آدمی سمجھتے۔ ویسے انہیں اس بات کی پوری پوری امید اور یقین تھا کہ نعیم کو یا اصل مجرموں کو ابھی تک ناصر کے اغوا کی خبر نہیں ملی ہوگی۔ سونیا اتنی بے وقوف ہرگز نہیں ہو سکتی تھی کہ وہ بار کے بیرے کو اس بارے میں بتلا دیتی یہ بات جو تین افراد جانتے تھے ان میں سے سونیا اور قادر مارے جا چکے تھے جبکہ ناصر ان کی قید میں تھا۔

البتہ ذہین و فطین ہونے کے باوجود سے امید تھی کہ نعیم جیسا آدمی قتل جیسے جرم کا مرتکب نہیں ہو سکتا وہ کسی اور سے یہ کام ضرور کروا سکتا تھا مگر اپنے ہاتھ سے قتل کر دینا یہ اس کے بس کی بات نہیں تھی اور وہ ہی راجندر قاتل ہو سکتا تھا۔

وہ جس طرح جوزفین کے فلیٹ سے فرار ہو کر روزی کے پاس پہنچا تھا اور اس نے روزی سے جو کچھ گفتگو کی تھی وہ اسے قتل و غارت کے معاملے میں بزدل ظاہر کر رہی تھی اب لے دے کر صرف اور صرف ناصر رہ جاتا تھا جس پر وہ سونیا اور قادر کے قتل کا شبہ کر سکتا تھا ویسے تینوں تھے بھی ایسے ہی کہ ان سے ہر قسم کی امید رکھی جا سکتی تھی۔

قادر اور ناصر پہلے بھی ایسے ہی کیسوں میں شبہ کی زد میں آ چکے تھے یا اور بات تھی کہ ان کے خلاف ثبوت نہیں مل سکا تھا اس لئے وہ قانون کی گرفت میں نہیں آ سکے تھے۔ رہ جاتے تھے راجندر اور نعیم تو ان کے خلاف اس کے پاس کوئی ثبوت نہیں تھا اور ثبوت حاصل کرنے کے لئے اسے تھوڑے سے ہاتھ پیر مارنے پڑتے۔

اس نے ٹو سیٹر کا رخ ٹپ ٹاپ کی جانب کر دیا لیکن ٹپ ٹاپ جانے سے پہلے وہ نعیم کو فون کرنا

چاہتا تھا ممکن تھا کہ نعیم کوٹھی پر ہی ہوتا ممکن ہے وہ اس ہٹ میں ہوتا جہاں فیاض کو بے ہوش کر کے رکھا گیا تھا۔؟

لیکن اس سے بھی پہلے وہ دانش منزل فون کرنا چاہتا تھا تاکہ اگر بلیک زیرو آ گیا ہو تو وہ اسے اپنے پروگرام کے بارے میں کچھ ہدایتیں دے سکے اور اگر بلیک زیرو نہ ہوا تو پھر مجبوراً اسے جوزف کو مطلع کرنا پڑتا ویسے بلا کا احمق اور موٹی عقل کا سہی مگر لڑائی بھڑائی کے معاملے میں اس کی عقل بہت تیزی سے کام دکھاتی رہتی تھی اور وہ ایک تربیت یافتہ لڑاکا سے کہیں زیادہ موثر ثابت ہوتا رہا تھا۔ سڑک کے کنارے نظر آنے والے فون بوتھ کے قریب اس نے ٹو سیٹر روک دی اور اتر کر فون بوتھ کی جانب بڑھ جاتا کچھ سوچ کر اس نے سب سے پہلے نعیم کے نمبر ڈائل کئے تھے۔

نعیم کے ماتھے پر شکنوں کا جال پھیلا ہوا تھا اور بڑی بے تابی سے کمرے میں ٹہل رہا تھا۔ اس کی آنکھوں سے گہری فکر جھانک رہی تھی۔ کمرے میں اس کے علاوہ راجندر، کریتا اور روزی موجود تھے۔ وہ بھی سب چپ چاپ صوفے پر بیٹھے ہوئے تھے۔

"ایسے وقت جبکہ ہم مشکل میں پھنسے ہوئے ہیں تمہارا یہ اقدام درست نہیں تھا نعیم۔"

کچھ دیر بعد راجندر نے کہا۔

"کیا مطلب۔؟" نعیم نے چونک کر پوچھا۔

"ہمارا اشارہ فیاض والے معاملے کی جانب ہے۔" راجندر نے کہا۔ "کیا ہم کسی طور پر اب اسے آزاد کر سکیں گے۔؟"

"کیوں نہیں۔" نعیم نے کہا۔ "دولت کا لالچ منہ بند کرنے کے لئے کافی ہوگا۔؟"

"لیکن یہ اقدام کیا ہی کیوں تھا۔؟"

"وہ ہماری بہت سی باتوں سے آگاہ ہو چکا ہے۔"

"مثلاً۔؟" راجندر نے پوچھا۔

"میری اور نادیہ کی گرفتاری کی جانکاری ہے۔" نعیم نے بتایا۔ "اس کے علاوہ فیاض نے ہمارا ماضی کھنگال ڈالا ہے بلکہ اس نے ان اسکیموں کے بارے میں بھی ساری معلومات حاصل کر لی ہیں جن سے ہم نے پیسہ کمایا ہے۔"

"تمہارا اشارہ گوکل شاہ ورن، گلشن کریمی اور ڈاکٹر رانا بنگلے کی طرف ہے۔؟"

"ہاں۔ وہ اصل بات کی تہہ تک پہنچ گیا ہے۔"

"اس سے کیا فرق پڑے گا۔" راجندر نے کہا۔ "وہ ہمارے خلاف اس سلسلے میں کوئی ثبوت حاصل نہیں کر سکتا کیونکہ ہم براہ راست اس میں ملوث نہیں ہیں۔"

"وہ بینک منیجر غائب ہے جس نے ہم کو کیش جمع کرنے والی ویگن میں ناصر کے ساتھ دیکھا تھا کیا وہ ہمیں شناخت نہیں کر لے گا۔؟"

"اسے جھٹلانا کیا مشکل ہوگا۔؟"

"کس کس کو جھٹلاؤ گے۔؟" نعیم نے کہا۔

"پھر کیا پروگرام ہے۔" راجندر نے کہا۔ "اگر کیپٹن فیاض راضی نہیں ہوا تو پھر کیا کرو گے۔؟"

"کوئی اور صورت سوچیں گے۔"

"ہم اسے قتل بھی نہیں کر سکتے۔" راجندر نے کہا۔ "کیونکہ یہ چابی کا لاکٹ نہیں ہے البتہ ناصر کو ایک بار پھر شکار کی دعوت دینی پڑے گی۔"

"ناصر کیا غائب ہے۔" نعیم نے کہا۔ "اسے کچھ سادہ لباس والے پکڑ لے گئے ہیں اور یہ یقینی ہے۔"

"کیا ۔؟" راجندر بری طرح سے چونکا تھا۔ "کیا ناصر کو نیاز خان کے آدمیوں نے پکڑ لیا ہے ۔"

"ایسا ہی معلوم ہوتا ہے ۔" نعیم نے کہا۔ "اس سے قبل سونیا اور نادر بھی ٹھیک اسی وقت قتل کر ڈالے گئے تھے جب نیاز خان ان سے پوچھ گچھ کر رہا تھا ۔"

"کہیں نیاز خان ہی نے تو ان کو ٹھکانے نہیں لگا دیا ۔؟"

"خدا جانے ۔" نعیم نے شانے اچکا کر کہا۔ "مگر اس سے نیاز خان کو کیا فائدہ ہوگا ۔؟"

"فائدہ ۔" راجندر نے دہرایا۔ "اس طرح وہ ناصر کو خوفزدہ کر کے زبان کھولنے پر مجبور کر سکتا ہے اور ممکن ہے ابتک اس نے زبان کھلوا بھی دی ہو ۔"

"نہیں ناصر زبان کھولنے والوں میں سے نہیں ہے ۔" نعیم نے کہا۔ "میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ ناصر کی زبان ابتک خاموش ہوگی ۔"

"اس یقین کی وجہ ۔؟"

"اول یہ کہ ہم عرصے سے اس سے کام لے رہے ہیں اور اس کے بارے میں اچھی معلومات ملتی رہی ہیں کہ وہ زبان کا پکا ہے دوسرے یہ کہ اگر اس نے زبان کھولی تو اس میں اسی کا نقصان ہے ۔"

"وہ کس طرح ۔؟" راجندر نے پوچھا۔ "اس کے زبان کھولنے سے تو ہم پھنسیں گے اس کا کیا بگڑے گا ۔؟"

"زبان کھولنے کا تو اسے ان قتلوں کا اعتراف بھی کرنا ہوگا جو اس نے ہمارے واسطے کیے ہیں اور پھر اسے پھانسی کے پھندے تک بھی لے جائے گی اور یہ ایک صورت وہ کبھی نہیں چاہے گا ۔"

"مگر سوال یہ ہے کہ اگر ناصر نیاز خان کے قبضے میں ہے تو وہ تمہارے فریب میں کیسے آ گیا ۔؟"

"عورت ۔" نعیم نے ٹھنڈا سانس بھرا۔ "عورت کے چکر میں بڑے بڑے مارے جاتے ہیں وہ تو ایک پولیس کیپٹن ہے ۔"

"گویا اس بار بھی نادیہ نے کارنامہ انجام دیا ہے ۔"

"ہاں اور وہ جلد سے ساحلی ہٹ پر موجود ہے ۔"

"لیکن ۔؟" راجندر نے کہا۔ "اگر نادیہ کی نگرانی کی جا رہی تھی تو نیاز خان کا اغوا کیا ان لوگوں کے علم میں نہیں آیا ہوگا ۔؟"

"نہیں میں نے اسے خفیہ راستے سے نکالا تھا اور اس بات کا پوری طرح سے اطمینان کر لیا تھا کہ اس کا تعاقب نہیں کیا گیا ۔"

"پھر تو یہ ۔۔۔۔" راجندر کا جملہ ادھورا رہ گیا فون کی گھنٹی بج اٹھی تھی اس نے ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھا لیا ۔

"ہیلو ۔۔۔ ؟" اس نے ریسیور کان سے لگا کر کہا۔ چند لمحے دوسری طرف سے کہی جانے والی بات سنتا رہا پھر بولا۔ "ہاں ٹھیک ہے ۔۔۔ لے آؤ ۔۔۔ مگر ہوشیاری سے ۔۔۔ ویگن استعمال کرو ۔۔۔ ٹھیک ۔۔۔" پھر اس نے جواب سن کر ریسیور رکھ دیا تھا۔

"کس کا فون تھا ۔؟"

"رحمان کا وہ نیاز خان کو یہاں لا رہا ہے ۔"

"مگر یہاں اسے کہاں رکھو گے ۔؟"

"تہہ خانے میں اور کہاں ۔؟"

"ایک بار پھر سوچ لو نعیم کہ اگر وہ نہیں مانا تو ۔؟" راجندر نے کہا۔ "ہم اپنا آخری پتہ بھی کھو دیں گے ۔"

"ہم اس کے سامنے نقاب پہن کر جائیں گے ۔" نعیم نے کہا۔ "اور اگر اس نے ہماری بات نہیں مانی تو ہمارے پاس دو صورتیں ہوں گی ۔"

"وہ کیا۔؟"

"پہلی یہ کہ ہم یہاں سے فرار ہو جائیں۔" نعیم نے کہا۔ "میں نے ہر چیز غیر ملکی کرنسی میں تیار کر لی ہے یہ کوئی بھی بینک کے پاس رہن ہے لہذا ہمیں صرف اتنا کرنا ہوگا کہ ثریا حق کو یہاں چھوڑ کر روانہ ہو جائیں گے کار کے ذریعے ہم پڑوسی ملک کی سرحد دس گیارہ گھنٹے میں طے کر سکتے ہیں۔"

"دوسری صورت۔؟"

"دوسری صورت یہ ہے کہ ثریا حق کے زمانے پر اس کی قابل اعتراض تصویریں نہ دیئے کے ساتھ اتار لی جائیں۔"

"بلیک میلنگ۔؟" راجندر نے کہا۔ "مگر یہ نہیں چلے گی۔"

"کیوں۔ کیا وہ یہ گوارہ کرے گا کہ اس کی تصویریں پورے اسٹاف میں تقسیم ہوں اور وہ منہ دکھانے کے قابل نہ رہے۔؟"

"اسے دوسری طرح سوچو۔" راجندر نے کہا۔ "وہ یہاں حاجی کو یقینا ہے کہ تمہارے خلاف کوئی کاروائی نہیں کریگا اور جو ثبوت ملے ہیں وہ ضائع کر دے گا مگر ہیڈ کوارٹر جاتے ہی وہ تمہارے خلاف لیبروٹری یہ سب کچھ کرنے کی رپورٹ درج کر کے اپنا تحفظ کر سکتا ہے۔"

"اس کی ایک فیصد امید ہے۔"

"میرا خیال بھی ہے نعیم کہ تم یہاں سے فرار ہونے کی سوچو۔" راجندر نے کہا۔ "میں نے بھی امریکن ائیرویز سے سیٹ بک کرا لی ہے اور سارا سرمایہ ساتھ لے جا رہا ہوں کل دوپہر میں روانہ ہو جاؤں گا۔"

"مگر آتی کرنسی تم کیسے لے جا سکو گے۔" نعیم نے حیرت سے کہا۔ "کسٹم والوں کو تم نے کتنی رشوت دی ہے۔؟"

"نقد اور جنس دونوں صورتوں میں رشوت دی ہے۔" راجندر نے کہا۔ "میں کوئی بھی کام

نہیں کرتا مسٹر نعیم۔ ایک کسٹم آفیسر روزی کا دوست تھا اسی نے سارے مسئلے حل کرا دیئے ہیں میرا سامان بغیر چیک ہوئے جہاز میں پہنچ جائے گا۔"

"روزی اور کرینا کا کیا ہوگا۔؟"

"دونوں میرے ساتھ ہی جا رہی ہیں۔"

"گویا مجھے بھی فرار ہو جانا چاہیئے۔؟"

"عقلمندی کا تقاضہ یہی ہے۔" راجندر نے کہا تھا۔

"مگر میں ایک کوشش کرنا چاہتا ہوں۔"

"ضرور کرو اور مجھے امید ہے کہ تم ناکام رہو گے۔"

"ناکام رہا تو پھر تمہاری بات مان لوں گا۔" نعیم نے کہا۔ "روزی ہی میرے لئے بھی سیٹیں بک کرا سکتی ہے"

"میری مانو تو ثریا حق کے سامنے ہرگز مت پڑو۔" راجندر نے کہا۔ "ہو سکتا ہے وہ آواز سے تمہیں شناخت کر لے۔"

"آواز سے وہ شناخت نہیں کر سکتا۔" نعیم نے کہا۔ "اس لئے کہ میں نے آواز بدلنے کی کافی مشق کر رکھی ہے۔"

"جیسے تمہاری مرضی۔" راجندر نے سر ہلا دیا چند لمحے خاموش رہا پھر اس طرح چونکا جیسے کچھ یاد آ گیا ہو اور بولا۔ "اس احمق کا کیا رہا۔؟"

"احمق۔ کون احمق۔؟" نعیم نے الجھ کر پوچھا۔

"میرا اشارہ عمران کی جانب ہے۔؟"

"اس سے ہمیں کیا خطرہ ہو سکتا ہے۔؟"

"کیا وہ پولیس انفارمر نہیں ہے۔؟"

"ہوا کرے اس کی اہمیت ہی کیا ہے۔" نعیم نے کہا پھر وہ جیب سے سگریٹ نکال رہا تھا کہ فون
کی گھنٹی بول پڑی اس نے پیکٹ دوبارہ جیب میں ڈالا اور ریسیور کان سے لگا لیا۔
"نعیم اسپیکنگ۔" اس نے ریسیور میں کہا۔ چند لمحے سنتا رہا پھر ریسیور کریڈل پر ڈال دیا
اچانک وہ متفکر نظر آنے لگا تھا۔

"کس کا فون تھا۔" راجندر نے پوچھا۔

"اسی احمق کا۔" نعیم نے کہا اور راجندر بھی چونک پڑا۔

عمران جب ڈرائنگ روم میں داخل ہوا تو نعیم کو ایک صوفے پر بیٹھے پایا اس کے سامنے ایک فائل
کھلی ہوئی تھی اور اس کے ہاتھ میں سگریٹ دبا ہوا تھا جس کے جلتے ہوئے سرے سے نکلنے والی دھوئیں کی
پتلی سی لکیر فضا میں بل کھاتی ہوئی اوپر اٹھ رہی تھی۔

"تشریف رکھیے مسٹر عمران۔" نعیم نے عمران کو اندر آتے دیکھ کر کہا۔

"شکریہ مسٹر نعیم۔" عمران نے صوفے پر بیٹھنے کے بعد کہا۔

"ہاں اب بتائیے آپ فون پر کس ناصر کے بارے میں کہہ رہے تھے۔؟"

"ارے آپ ناصر کو نہیں جانتے۔" عمران نے حیرت آمیز انداز میں کہا۔ "وہ تو ایک مشہور پہلوان
کا استاد گرامی ہے۔"

"مسٹر عمران میرا وقت بہت قیمتی ہے۔" نعیم نے خشک لہجے میں کہا اس نے عمران کے احمقانہ انداز
کو نظرانداز کر دیا تھا۔ "رات کافی گزر گئی ہے اور مجھے کچھ کام نپٹا کر سونا بھی ہے تاکہ صبح اٹھ سکوں

حیثیت سے ہمارے کام کی دیکھ بھال کر سکوں۔"

"تو پھر آپ بھی تجاہل عارفانہ سے کام لے رہے ہیں۔" یکلخت عمران کا لہجہ بھی خشک ہو گیا اس کے چہرے پر بسنے والی حماقتیں جانے کہاں غائب ہو گئی تھیں۔

"کیا کہنا چاہتے ہو۔؟"

"یہی کہ ناصر آپ کا پروردہ ہے نہ صرف ناصر بلکہ سونیا اور قادر بھی۔"

"میں ان میں سے کسی کو نہیں جانتا۔"

"مسٹر نعیم اب انکار سے کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔" عمران نے خشک لہجے میں کہا۔ "ناصر میرے قبضے میں ہے اور اس نے زبان کھول دی ہے وہ بینک منیجر بھی میرے قبضے میں ہے جہاں تینوں فراڈیا سکیموں گاڈن گلشن کریمی اور نادرن بنگلے کے اکاؤنٹ تھے منیجر نے ناصر کو ان اسکیموں کے آنر کی حیثیت سے شناخت کر لیا ہے روپیہ نکلوانے وقت اس کے ساتھ تم اندر داخل ہوئے تھے۔"

"میں نہیں سمجھ سکتا مسٹر عمران کہ تم کیا کہہ رہے ہو اور اس کہانی سے میرا کیا تعلق ہے۔؟"

"کہانی تو میں اب سناؤں گا مسٹر نعیم۔" عمران نے کہا۔ "البتہ یہ ضرور پوچھوں گا کہ ان اسکیموں کے ذریعے اڑائی ہوئی رقم کہاں ہے۔؟"

"شاید تم نہیں جانتے مسٹر عمران کہ میری پہنچ کہاں تک ہے۔" نعیم غرا کر بولا۔ "اگر تم نے یہ خرافات جاری رکھیں اور بے بنیاد الزام تراشی سے باز نہیں آئے تو تم کو جیل بھجوا دوں گا اور تمہارے ڈیڈی بھی کچھ نہ کر سکیں گے۔"

"یہ بے بنیاد الزامات نہیں ہیں مسٹر نعیم ثبوت بھی رکھتا ہوں۔"

"کیسے ثبوت۔؟"

"آپ اور شہزاد نے یہ تینوں فراڈ اسکیمیں شروع کی تھیں اور ناصر اور قادر کو سونیا کے ذریعے

اپنے ساتھ ملایا تھا گویا کہ گلشن کریمی اور نادرن بنگلے کی اسکیموں کے مالک کی حیثیت سے جہاں بھی کاغذات دستخط کیے گئے تھے ناصر ہی کو آگے بڑھایا تھا آخری وقت بینک سے رقم نکلواتے ہوئے شہزاد کا اسکوائر برانچ کے منیجر نے تم کو بھی اس کار میں دیکھ لیا تھا جس میں ناصر رقم نکال کر لے جا رہا تھا تم ساتھ اس لئے تھے کہ ناصر کوئی دھوکہ نہ کر جائے۔

کیونکہ سات آٹھ کروڑ کی رقم کم نہیں ہوتی اس کے بعد تم لوگوں نے وہ اسکیمیں شروع کیں جس میں سے کچھ پایہ تکمیل کو پہنچیں مگر ان کا علاوہ تمہاری دوسری ہاؤسنگ اسکیموں کے ممبروں نے تمہارے خلاف درخواست دی مگر مارننگ رسالے کو دی تم گھبرا گئے اور اسی گھبراہٹ میں تم نے قمر الزمان کو حادثے کا شکار بنوا دیا اس کی کار کو میکینک اپنے تعاون سے ڈرائیو کر رہا تھا۔

قمر الزمان کا قصور یہ تھا کہ وہ ان پانچ آدمیوں میں سے ایک تھا جو تمہارے خلاف ان لوگوں کو متحد کر رہے تھے جو تمہارے شکار تھے اور جو تمہارے ہاتھوں ہزاروں روپیہ گنوا چکے تھے اس کے بعد تم نے زاہد نواز کو اغوا کر لیا یہ تمہاری بدقسمتی تھی کہ وہ وین ایک پولیس والے کی نظر میں آ گئی چونکہ وہ چوری کی تھی اس لئے جب پولیس والے نے اسے روکنا چاہا تو وین میں موجود ناصر اور قادر میں سے کسی نے اس کو گولی مار دی۔

مگر بعد میں وہ وین ایک جگہ سے مل گئی جس میں سے نہ صرف زاہد کا پرس ملا بلکہ ناصر اور قادر کے فنگر پرنٹس بھی مل گئے اس طرح فیاض سونیا تک پہنچ گیا جب تم کو اس کی اطلاع ناصر کے ذریعے ملی تو تم گھبرا گئے اور شاید اسی گھبراہٹ میں تم نے ان دونوں کو ٹھکانے لگانے کا حکم دے دیا چونکہ اس میں ناصر کا بھی فائدہ تھا اور وہ اس طرح نہ صرف کثیر سے کثیر رقم صاف ڈکار لینے کا خواب پورا کرتا بلکہ سونیا بھی اس کی ملکیت بن جاتا۔

اس لئے اس نے فوراً دونوں کو اس طرح گولی مار دی کہ اس پر شبہ تم سے کم ہو۔ اس دوران میں

فیاض آگیا مگر میری کھوپڑی پر لکی میٹ ہے اس لئے میں نے ناصر کو جا پکڑا اور وہ اتنی طاقت اور تمہارے رعب میں بار ہا ہی میں بہت کچھ کہہ گیا جس کے بعد میں نے اسے اپنی جگہ سے جاکر چند نسخے آزمائے اور اس نے سب کچھ اگل دیا۔

"بکتے جاؤ۔" نعیم نے کہا۔ "میری صحت پر کیا اثر پڑے گا۔؟"

"جو پڑے گا میں پہلے ہی جانتا تھا۔" عمران نے طنزیہ ہنسی کے ساتھ کہا۔ "اسی لئے میں نے ناصر کا اعتراف نامہ تحریری اور ٹیپ دونوں شکلوں میں تیار کیا ہے۔"

"بلیک میل کرو گے۔؟" نعیم نے غرا کر کہا۔

"تم چاہو تو سفید میل ہو سکتے ہو۔" عمران نے کہا۔ "مگر میری کہانی ابھی ادھوری ہے جب کیس فیاض کے پاس پہنچا اور وہ تم سے ملنے آیا تو تم نے نادیہ کو آگے بڑھا دیا گو کہ وہ تمہاری بیٹی ہے مگر تم پیسے سکوں اور بے شرمی سے اسے رشوت کے طور پر استعمال کرتے رہے ہو یہی حال تمہارے پارٹنر [illegible] راجندر کا ہے۔

وہ اپنی بیوی روزی اور اس کی بہن کرینا کا جسم استعمال کرتا رہا ہے خیر تو میں کہہ رہا تھا کہ نادیہ فیاض کو اپنے حسن کے جال میں پھانسنے کی کوشش کرتی رہی مگر جب بیچ میں نے اوٹ پٹانگ گفتگو کر کے تم کو یہ یقین دلا دیا کہ فیاض کے ہاتھ کچھ ثبوت لگ گئے ہیں تو تم نے تو اپنی گھبراہٹ میں فیاض کو راہ سے ہٹانے کا فیصلہ کیا اور نادیہ کے ذریعے اسے گرانڈ سے ہائی سرکل بلوا لیا جہاں سے نادیہ باتوں باتوں میں لگا کر اسے ہٹ نمبر دو میں لے گئی اور وہاں اس کو تمہارے آدمیوں نے بے ہوش کر ڈالا۔"

"میری ہٹ جا کر دیکھ لو یہ سب غلط ہے وہاں کوئی نہیں ہے۔"

"یقیناً وہاں ہٹ خالی ہوگا۔" عمران نے کہا۔ "کیونکہ آدھے گھنٹے قبل تمہارے آدمی کیپٹن فیاض کو یہاں لا چکے ہیں۔"

"یہاں۔؟" نعیم ہنسا۔ "غلط فہمی کا علاج میرے پاس نہیں ہے۔"

"ہاں غلط فہمی کا کوئی علاج نہیں ہوتا۔" عمران نے کہا "اس عمارت سے میں نہ صرف فیاض کو برآمد کر سکتا ہوں بلکہ کرینا روزی اور راجندر بھی اس وقت یہاں پر ہی موجود ہیں اور وہ دو گھنٹے قبل یہاں آئے ہیں۔"

"وہ میرے پارٹنر ہیں اگر یہاں آگیا تو کیا جرم کیا۔؟"

"ہاں جرم ہی کیا ہے۔" عمران نے کہا۔ "کیونکہ وہ پانچ کروڑ روپیہ لے کر ملک سے فرار ہونا چاہتا ہے امریکن ایئرویز کے ایک طیارے میں ان کی سیٹیں بھی بک ہو چکی ہیں۔"

"تم بہت کچھ جانتے ہو مسٹر عمران۔" دفعتاً راجندر غسل خانے کا دروازہ کھول کر کمرے میں آتے ہوئے بولا۔ "کیا ہم کوئی سودا کر سکتے ہیں۔؟"

"ضرور مگر جب تم جرم سے انکاری ہو تو سودا کیسا۔؟"

"ہمیں الزامات کا اقرار ہے عمران۔" نعیم نے کہا "کہ ہاؤسنگ اسکیم کے ذریعے فراڈ کر کے ہم نے کروڑوں روپیہ لوٹا ہے اور اگر تم زبان بند رکھو اور فیاض کو اس بات پر راضی کر لو کہ وہ ہمارے خلاف کوئی کاروائی نہیں کرے گا اور جو بھی ثبوت ہیں وہ ضائع کر دے گا تو ہم تم دونوں کو پچاس پچاس ہزار دینے کیلئے تیار ہیں بولو کیا خیال ہے۔؟"

"تم لوگوں نے سات کروڑ تو صرف تین اسکیموں میں لوٹا ہے۔" عمران نے کہا۔ "دیگر اسکیموں میں بھی آٹھ دس کروڑ لے اڑے ہو گے کیا ہمارا حصہ صرف پچاس ہزار ہی ہوگا۔؟"

"چلو ایک کروڑ دیں گے۔" نعیم نے کہا۔ "اور وہ بھی نقد ہوگی۔؟"

"فیاض کو کہاں رکھا ہے۔؟"

"وہ یہاں تہہ خانے میں موجود ہے۔"

"بلاؤ میں اسے زخمی کر دوں گا۔" عمران نے کہا۔ "ایک کروڑ کے لئے تو وہ سب ہی کچھ کریں گے"

"آؤ ہم دیکھتے ہیں۔" نعیم نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

عمران نے احمقانہ انداز میں پلکیں پٹ پٹائی تھیں اس کے دیدے حلقوں میں تیزی سے گردش کر رہے تھے۔

پھر وہ ان کے ساتھ ہی کمرے سے نکل آیا۔ وہ لوگ تہ خانے میں پہنچے یہاں فیاض ایک کرسی سے بندھا ہوا تھا ان کو دیکھتے ہی وہ چونکا تھا پھر عمران کو دیکھ کر اس کی آنکھوں میں مایوسی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"چلو اسے کھول دو۔" عمران نے کہا اور فیاض کے پاس جا کھڑا ہوا ٹھیک اسی لمحے راجندر اور نعیم کے قہقہے ابھرے تھے۔ وہ دونوں بے تحاشہ ہنس رہے تھے اور دونوں کے ہاتھوں میں ریوالور تھے۔

"کیا مطلب۔" عمران نے ان کو گھورا۔

"تم ہمیں اتنا ہی احمق سمجھتے تھے مسٹر عمران۔" نعیم نے کہا۔ "کہ تمہیں اور فیاض کو یہاں سے جانے دے کر اپنی موت کو دعوت دیں گے۔"

"کیا مطلب ہے تمہارا۔؟" عمران جھلا کر بولا۔

"جو کچھ ابھی تم نے کہا ہے وہ سب سچ ہے۔ زاہد اور نواز کو بھی ناصر اور راجندر نے مارا تھا۔ ان کی لاشیں گلشن پلازہ کی بنیادوں میں کنکریٹ میں دفن ہو چکی ہیں اور اب تم دونوں کو بھی وہیں پہنچا دیا جائے گا اس کے بعد ہم آرام سے یہ اسکیمیں بند کر کے کوئی اور کاروبار شروع کر دیں گے اس طرح کوئی ایسا فرد باقی نہیں رہے گا جو ہمارے فراڈ سے آگاہ ہو۔"

"تم ناصر اور بینک منیجر کو کیوں بھول جاتے ہو۔؟"

"ناصر ہمارا آدمی ہے وہ عدالت میں مکر جائے گا رہ گیا بینک منیجر تو ہم اسے خرید لیں گے وہ عام آدمی ہے بک جائے گا نہیں مانا تو حادثے کا شکار ہو جائے گا۔ دونوں صورتوں میں اس کی زبان بند رہے گی۔"

"تم... تم دغا باز ہو تہ خانے میں لا کر دھوکہ دے رہے ہو۔"

"تم اتنے بھی احمق نہیں جتنے نظر آتے ہو۔" راجندر نے کہا۔ "اب ہم تمہیں یہاں یونہی چھوڑ جائیں گے ہفتہ دو ہفتہ میں تم دونوں بھوک پیاس سے مر جاؤ گے پھر تمہاری لاشیں بھی کسی رات نواز اور زاہد کی لاشوں کی طرح سیمنٹ مکسر میں پہنچ جائیں گی جہاں سے وہ کسی نئی بلڈنگ کی بنیاد میں ہمیشہ کے لئے دفن ہو جائیں گی کیا سمجھے۔؟"

راجندر نے قہقہہ لگایا اور وہ ریوالوروں کا رخ ان کی جانب کئے الٹے قدموں زینے طے کرنے لگے مگر جیسے ہی وہ تہ خانے کے دروازے پر پہنچے ان کی کمروں پر دو لاتیں پڑیں اور وہ اندھے منہ سیڑھیوں پر سے لڑھکتے ہوئے عمران کے قدموں میں آ گرے۔ خاصی چوٹیں ان کو لگی تھیں مگر وہ تیزی سے اٹھ کھڑے ہوئے مگر اس وقت تک عمران دونوں ریوالور اٹھا چکا تھا۔

"تم... تم ہمارے خلاف کچھ ثابت نہیں کر سکو گے۔" راجندر اور نعیم نے بیک وقت کہا اور عمران ہنس پڑا پھر اس نے گلے میں پڑی ہوئی چین کھینچی اور اس کے ساتھ منسلک ایک سیاہ ڈبیہ بھی باہر نکل آیا۔

"یہ دیکھ رہے ہو" عمران نے ڈبیہ کی طرف اشارہ کیا۔ "یہ ایک طاقتور ڈکٹافون ہے ہماری اب تک کی ہونے والی ساری گفتگو دوسری جگہ ریکارڈ ہو چکی ہے مسٹر نعیم۔ تم نے مجھے جتنا

احمق سمجھا تھا میں اس سے کچھ زیادہ ہی ہوں اسی لئے یہاں آتے ہوئے نہ صرف اپنے آدمیوں کو تمہاری کوٹھی کے گرد پھیلا دیا تھا بلکہ تمہاری گفتگو ریکارڈ کرنے کا انتظام بھی کر لیا تھا تمہاری گفتگو نہ صرف ریکارڈ ہو چکی ہے بلکہ تمہارے سارے آدمی بھی پکڑے جا چکے ہیں۔ عمران کے ان الفاظ کے ساتھ ہی چاروں طرف قدموں کی چاپ ابھری اور صفدر، خاور اور تنویر نیچے آ گئے۔

ان کے ہتھکڑیاں لگا دو اور تیا شی کو کھول دو۔ عمران نے کہا اور نعیم اور راجندر کے چہرے۔۔۔ پر زردی کھنڈ گئی وہ برسوں کے بیمار نظر آنے لگے تھے۔

ختم شد۔

ایس قریشی کی بلیک سیریز میں

کالی کے پجاری

مصنف: ایس قریشی ——— قیمت: پانچ روپے پچاس پیسے

کیپٹن شاہ ایشیا کا نادر، کالی کے پجاری کون تھے۔؟ مرگھٹ کی فضاؤں میں کونسا کھیل کھیلا جا رہا تھا۔؟ کیا واقعی مجرموں کے پس پشت کالی کی پراسرار اور مافوق الفطرت طاقت کام کر رہی تھی۔؟ سنسنی، سسپنس، اسرار و سراغ.....!

ایس قریشی کے قلم سے نکلی ہوئی وہ کہانی جو مدتوں تک ذہنوں سے چپکی رہے گی۔ آفسٹ کی کتابت چھپائی، حسین ترین سرورق، اگلے ماہ شائع ہو رہی ہے

ملنے کا پتہ

ایس قریشی کی عمران سیریز خاص نمبر

ایشیا کے اسمگلر

مصنف: ایس قریشی

○ ایکشن، ہنگامے، سسپنس اور اسرار و سراغ سے بھرپور عمران کا ایک لافانی شاہکار۔

○ ایک ایسی کہانی جسے پڑھتے ہوئے آپ اپنے گرد و پیش سے بے خبر ہو کر رہ جائیں گے۔ سسپنس ہی سسپنس۔

○ عمران سیریز میں ایسا ناول آج تک پیش نہیں کیا گیا۔ وہی سب کچھ جو آپ کو پسند ہے جسے آپ اپنے محبوب اور مقبول مصنف ایس قریشی کے قلم سے چاہتے ہیں۔ وہی پیش خدمت ہے۔

○ دل کی دھڑکنیں روک دینے والا ایکشن اور روح کی گہرائیوں میں اتر جانے والی کہانی جسے آپ مدت تک فراموش نہیں کر سکیں گے۔ بلیک برنس کے ساتھ ہی یہ مکمل ناول خاص نمبر کی صورت میں پیش کیا جا رہا ہے۔

آفسٹ کی کتابت و طباعت۔ دس رنگوں کا خوبصورت سرورق۔

ایجنٹ صاحبان فوراً آرڈر روانہ فرما دیجئے۔

ایوب اکیڈمی پوسٹ بکس نمبر ۲۹۳۳ لیاقت آباد کراچی ۱۹

جیمز بانڈ، بلیک اسٹریٹ اور اپاچے اسپیشل جیسے عظیم خاص نمبروں کے بعد عمران سیریز کا
ایک اور سنسنی خیز اور تہلکہ مچا دینے والا عظیم الشان مکمل ناول!

موت کے ہمسفر

○ مصنف ایس قریشی ○

[illegible]

ایوب اکیڈمی

پوسٹ بکس نمبر ۲۶۳۳ لیاقت آباد کراچی ۱۹

ابن قریشی کی سیکرٹ سروس کے نئے ناول

حملے اور دھماکے

شائع ہو گئے۔ قیمت ۔/۵۰

یورنیم فراڈ

شائع ہو گئے۔ قیمت ۔/۵۰

ریڈ پاور

ریڈ پول

جاسوسی کے چار ستون سسپنس، تجسس، ہیبت اور ایکشن سے بھرپور ناول۔ سنسنی اور اسرار
سے ایسا کہ ہر لمحہ دل کی دھڑکنیں بڑھتی رہیں۔ سانس روک دینے والا
اور وہ سب کچھ جو آپ ابن قریشی کے قلم سے چاہتے اور پسند
کرتے ہیں

آفسٹ کی حسین ترین طباعت چھپائی دیدہ زیب سرورق، ہر ناول مکمل

آج ہی آرڈر روانہ کر دیجئے

خط و کتابت و آرڈر بھیجنے کا پتہ

ایوب اکیڈمی پوسٹ بکس نمبر ۲۶۳۳ لیاقت آباد کراچی ۱۹